70 عدد قدیم و جدید نادر و نایاب تصاویر کا خزانہ

افتخار احمد حافظ قادری

نام کتاب زیاراتِ اولیائے کشمیر

خصوصی تذکرہ حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحریر وترتیب افتخار احمد حافظ قادری

تاریخ اشاعت رجب 1430ھ/ جولائی 2009ء

تعداد اشاعت 800 (آٹھ صد)

ہدیہ 250/- روپے

رابطہ افتخار احمد حافظ قادری

بغدادی ہاؤس، 6/A-999، گلی نمبر 9، افشاں کالونی،

راولپنڈی۔ موبائل: 0344-5009536

زیاراتِ اولیائے کشمیر

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

خصوصی تذکرہ

رُومیِ کشمیر تاجدارِ کھڑی شریف

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

دعائے خصوصی

حضرت السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی مدظلہ العالی

مدینہ منورہ

از مؤلف

افتخار احمد حافظ قادری

1430ھ / 2009ء

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ
عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ

رحمت دا مینہ پا خدایا باغ سُکا کر ہریا
بُوٹا آس اُمید میری دا کردے میوے بھریا

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

واہ کریم اُمت دا والی مہر شفاعت کردا
جبرائیل جے جس چاکر نبیاں دا فخر کردا

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

غوثاں قطباں دے سر میراں قدم مبارک دھریا
جو دربار اُنہاں دے آیا خالی بھانڈا بھریا

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

پیش لفظ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر کہا جاتا ہے اے جبرائیل! میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، حضرت جبرائیل بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آسمانوں میں اس حکم کا اعلان کیا جاتا ہے، اس کے بعد اہلِ زمین میں بھی اُس شخص کی محبت ڈال دی جاتی ہے اور وہ مقبول بندہ بن جاتا ہے۔

اولیائے کرام اور مشائخ عظام اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، یہ وہ گروہِ صالحین ہیں کہ جن کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے، ان نفوسِ قدسیہ کا ذکر کرنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ ان نیک اور مقبول بندوں کا ذکر کرنا بھی عبادت ہے اور جو یہ ذکر کرتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں عبادت کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ان پاک لوگوں کے چہروں کی صبح وشام زیارت کرتا ہے اُس شخص پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا جاتا ہے۔

ہر کہ بیند روئے پاکان صبح و شام
آتشِ دوزخ بود بر وے حرام

اولیائے آزاد کشمیر کی بارگاہوں میں حاضری دینا باقی تھی کہ 8 اکتوبر 2005ء کا زلزلہ جس نے چند مختصر لمحات میں آبادیوں کو ویرانوں میں، پُر رونق شہروں کو قبرستانوں میں اور ہنستے چمکتے دمکتے چہروں کو ہمیشہ کیلئے ابدی نیند سلا دیا۔

روشنیوں میں بسنے والو ظلمت کی آواز سنو
خون میں ڈوبے انسانوں کے خون کا سوز و ساز سنو

اس صدی کے ہولناک زلزلے کے دلخراش مناظر شاید ہی کبھی فراموش ہو سکیں لیکن عجب بات یہ ہے کہ اتنی بڑی تباہی و بربادی کے دوران بھی کچھ مقامات کے بالکل قریب سے زلزلہ گزرا تو ضرور لیکن وہ مقامات زلزلے کے کسی بھی اثر سے متاثر نہ ہوئے۔ ہم سب کیلئے یہ ایک مقامِ غور وفکر ہے کہ آخر یہ کون سے ایسے مقامات ہیں کہ جن پر زمانے اور ماحول کے کسی بھی تغیر وتبدل کا اثر نہیں ہوتا۔

قارئین کرام! یہ انہی اولیاء اور بزرگوں کے مقاماتِ مقدسہ ومبارکہ ہیں کہ جن کے چہروں کی زیارت کرنے سے اگر جہنم کی آگ حرام کر دی جاتی ہے تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ان کا کیا مقام ہوگا؟ یہ وہی قدسی نفوس ہیں کہ جن کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے ترجمہ:- ''خبردار! بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں کو نہ تو کسی قسم کا خوف اور نہ ہی حزن وپریشانی ہوتی ہے''۔

دورانِ زلزلہ یہ خبریں بھی رسائل وجرائد کی زینت بنیں کہ مظفر آباد میں حضرت سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر موجود ایک شخص تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف تھا جب وہ فارغ ہو کر باہر آیا تو اردگرد کا تمام ماحول ایک کھنڈر اور اجڑی بستی کا منظر پیش کر رہا تھا اور وہ شخص حیران تھا کہ اسے اتنی بڑی تباہی و بربادی کی خبر تک نہ ہوئی جب کہ اس عظیم خانقاہ کے بالکل متصل ایک وسیع وعریض مسجد شریف بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی تھی لیکن مزارِ مبارک کے اندرونی حصے میں ایک خراش تک نہ آئی بلکہ اس میں موجود تمام زائرین صاحبِ مزار کی برکت سے محفوظ رہے۔

قدرت کی طرف سے مقررہ وقت پر اولیائے آزاد کشمیر کی بارگاہوں میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔ اس سفرِ مقدس میں ہم نے تقریباً سولہ سو کلومیٹر کا دشوار، پہاڑی اور سخت ترین فاصلہ طے کیا اور کوشش کی کہ آزاد کشمیر میں موجود مشہور اور اہم ترین بارگاہوں میں حاضری کی سعادت

حاصل ہو جائے۔ یہ بندۂ ناچیز پورے وثوق اور ذاتی مشاہدے کے بعد یہ تحریر کر رہا ہے کہ ہم نے اس سفرِ زیارات میں جتنے بھی مقاماتِ مقدسہ پر حاضری کی سعادت حاصل کی کسی ایک مقام پر بھی زلزلے کا معمولی اثر بھی نہیں نظر آیا اور یہ ہی ان بزرگوں کی زندہ کرامات ہیں جس کا آج بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

قارئین کرام! زیرِ نظر کتاب میں صرف انہی مقامات کا تذکرہ اور تصاویر ہے کہ جہاں پر ہم نے ذاتی طور پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور تصاویر بنائیں۔ ہم نے راستوں کی اس ترتیب سے چار مرتبہ سفرِ زیارات اولیائے آزاد کشمیر کا شرف حاصل کیا۔

۱۔	راولپنڈی۔کوہالہ۔مظفرآباد۔پٹیکہ۔کنڈل شاہی۔کیاں شریف۔مظفرآباد۔دھیر کوٹ۔کھیالہ۔ہاڑی گہل۔باغ۔ڈھلی۔لسڈنہ۔محمود گلی۔گدگذار۔عباسپور۔ہجیرہ۔راولاکوٹ۔تراڑکھل۔نیریاں شریف۔قلعاں۔بلوچ۔سرساوہ۔کوٹلی۔کھوئی رٹہ۔نکیال۔راولپنڈی
۲۔	راولپنڈی۔میرپور۔چکسواری۔ملوٹ۔میرپور۔کھڑی شریف۔منگلا۔راولپنڈی
۳۔	راولپنڈی۔منگلا۔جاتلاں۔کاکڑہ۔پیرگلی۔کالاڈب۔کوہ پنجن۔پیرگلی۔اسلام گڑھ۔میرپور۔کھڑی شریف۔منگلا۔راولپنڈی
۴۔	راولپنڈی۔کلرسیداں۔دھان گلی۔ڈڈیال۔موضع پلیر شریف۔ڈڈیال۔دھان گلی۔راولپنڈی

کتاب ہذا کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ پیش لفظ کے بعد سب سے پہلے رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا بابرکت تذکرہ ہوگا، پھر اولیائے میرپور کا تذکرہ، اس کے بعد 16 صفحات بلیک اینڈ وائٹ نادر و نایاب تصاویر کے، پھر 16 صفحات رنگین تصاویر کے، اس کے

بعد جس ترتیب سے ہم نے اولیائے آزاد کشمیر کی بارگاہوں میں حاضری دی اسی ترتیب سے ان اولیائے کرام کا تذکرہ ہوگا۔

اولیائے آزاد کشمیر کے حوالے سے یہ ایک مختصر تذکرہ مگر جدید انداز میں 70 عدد نادر و نایاب قدیم و جدید تصاویر کے ہمراہ پیش ہے۔ شاید ہی اس سے پہلے ان مقامات مقدسہ کی اتنی تعداد میں تصاویر منظر عام پر آئی ہوں۔ کتاب کی تیاری میں جس کسی کا بھی کسی طور کوئی علمی و معلوماتی تعاون شامل رہا، یہ بندہ ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے، بالخصوص ان واجب الاحترام اور مقتدر علمی شخصیات و شعرائے کرام کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہے کہ جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود کتاب ہٰذا پر اپنے منظوم و منثور تاثرات ارسال فرمائے، سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ ڈھوک قاضیاں شریف (تخت پڑی) جناب حضرت قاضی رئیس احمد قادری مدظلہ العالی کا بھی شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے دربار عالیہ کی وسیع و ضخیم لائبریری کے دروازے اس بندۂ ناچیز کیلئے ہمیشہ کھلے رکھے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں دعا ہے کہ یہ مختصر مگر محبت اور عقیدت بھرا یہ پُر خلوص تذکرہ، اولیائے آزاد کشمیر کی بارگاہوں میں شرف قبولیت پا جائے اور میرے باایمان حُسنِ خاتمہ، بخشش اور مغفرت کا سبب بن جائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک بندۂ عاجز و ناچیز

افتخار احمد حافظ قادری

خصوصی تذکرہ
عارف باللہ، رومی کشمیر،
تاجدارِ کھڑی شریف
حضرت
میاں محمد بخش قادری قلندری
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خاندانی پس منظر

☆ حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جد اعلیٰ (پردادا) حضرت بابا دین محمد رحمۃ اللہ علیہ وہ ازلی سعادت مند شخصیت ہیں کہ جن کی ایام طفولیت سے ہی تربیت حضرت پیر پیرا شاہ غازی قلندر المعروف بہ دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ تذکرۂ مقیمی (نسخۂ خطی ملوکہ ومخزونہ در گنج بخش لائبریری، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد) کے مطابق حضرت غازی قلندر جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے اس خوش بخت بچے کو اپنی دوشِ مبارک پر اٹھائے رکھتے۔ ایک مرتبہ ایک ایسے مقام سے گزر ہوا جہاں پر خواتین ایک تندور میں روٹیاں پکا رہی تھیں۔ حضرت دمڑی والا سرکار نے اس بچہ (حضرت بابا دین محمد) کو تندور میں ڈال دیا جس سے ایک شور برپا ہو گیا، خواتین نے کہا اے فقیر! اس بچے کو آگ میں کیوں جلاتا ہے؟ جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا ''سڑے تیرا تندور میرا لڑکا لال گلال'' کچھ وقفہ کے بعد جب اس بچے کو تندور سے باہر نکالا تو اس پر آگ کا کوئی اثر نہ تھا۔ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اس کو مجازی آگ میں ڈال کر آتشِ حقیقی کو برداشت کرنے کیلئے تیار کر رہے ہیں۔ حضرت غازی قلندر کی نگاہ کیمیا، توجہ اور تربیت نے آپ کو ولی کامل بنا دیا تھا۔ حضرت غازی قلندر نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ﴿وارث دمڑی ومصلائے من دین محمد است﴾ ''کہ میری دمڑی اور مصلے کا وارث دین محمد ہے''۔ حضرت غازی قلندر نے وقتِ وصال حضرت میاں دین محمد کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور خانقاہ حضرت غازی قلندر کے آپ پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

☆ حضرت میاں محمد بخش قادری کے جد امجد (دادا) حضرت میاں جیون رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے عمر سے ہی نہایت زاہد و عابد شخصیت تھے۔ یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے اور چلہ کشی میں اپنے اوقات بسر فرماتے۔ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ خانقاہ حضرت غازی قلندر کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نے دو شادیاں فرمائیں۔ جن سے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی متولد ہوئیں۔ آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت میاں شمس الدین کی عمر ابھی ڈھائی برس تھی کہ حضرت میاں جیون ولی نے اس دار فانی کو الوداع کہا۔

☆ حضرت میاں محمد بخش قادری کے والدِ ماجد حضرت میاں شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی ڈھائی سال کی تھی کہ والدِ ماجد کا سایہ شفقت سر سے اُٹھ گیا اور زمانہ طفولیت حالتِ یتیمی میں گزرا۔ تذکرۂ مقیمی میں حضرت میاں محمد بخش اپنے والدِ کریم کے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کو ایک طمانچہ مارا، روتے ہوئے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں پہنچے اور گریہ وزاری شروع کردی۔ والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میں ایک بیوہ خاتون ہوں میں اس شخص سے کس طرح تیرا انتقام لے سکتی ہوں؟ اس لئے میرے پاس تیری گریہ وزاری کا کیا فائدہ؟ حضرت دمڑی والا سرکار کے مزار مبارک پر جا کر فریاد کرو۔ آپ اسی وقت اٹھے اور حضرت غازی قلندر کی بارگاہِ اقدس میں پہنچ کر اپنا استغاثہ پیش کیا۔ اسی اثناء میں آپ کی آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جس کے چہرے سے جلال اور ہیبت عیاں ہے، ہاتھ میں ایک بندوق اٹھائے ہوئے ہے اور آپ سے کہہ رہا ہے ﴿اے پسر خاموش شو﴾ ''اے بیٹے خاموش ہو جاؤ'' کیونکہ حضرت دمڑی والا سرکار کی بارگاہِ اقدس میں تمہاری گریہ وزاری شرفِ قبولیت پا چکی ہے۔ ﴿من بگا شیر برق انداز آن سرکارم مرا بمدد تو فرستادہ است﴾ ''میں برق انداز بگا شیر ہوں مجھے آپ سرکار نے تیری مدد کیلئے بھیجا ہے''۔ میرے ہاتھ میں جو بندوق ہے اس میں دو گولیاں ہیں اس بندوق کا رخ تم اپنے مخالف کی طرف کردو۔ حضرت میاں محمد بخش فرماتے ہیں کہ والدِ محترم جب اس خواب سے بیدار ہوئے تو باہر سے شور اور رونے کی آوازیں سنیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جس شخص نے آپ کو طمانچہ مارا تھا یہ آوازیں اس کے گھر سے آ رہی ہیں۔ اسی دوران کچھ آدمی بھی آپ کو تلاش کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں پہنچے اور انتہائی منت وسماجت کے ساتھ آپ کو اُس شخص کے گھر لے جانے پر راضی کیا۔ لیکن آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ شخص مر چکا تھا اور اس کا لڑکا بھی قریب المرگ تھا۔ اہلِ خانہ اور حاضرین کو یقین ہو چکا تھا کہ یہ سارا کچھ اُس نیک بچے کو مارنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ ان سب نے آپ سے معافی طلب کی۔ گریہ وزاری کی اور آپ کی برکت سے اُن کا بچہ جو قریب المرگ تھا وہ بچ گیا۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ ماجد ایک مرتبہ حضرت میاں فیض بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ واپسی کیلئے جب اجازت طلب کی تو حضرت میاں فیض بخش نے

آپ کے دونوں بازو پکڑ کر ارشاد فرمایا ﴿ہر دو بازوی تو بدست مبارک حضرت پیر پیران پیر قدس اللہ سرہ العظیم رسانیدم﴾ ''کہ تمہارے دونوں بازو حضرت پیران پیر کے دستِ مبارک میں دے دیئے ہیں اور میں تمہیں سرکارِ غوثِ پاک کے سپرد کرتا ہوں''۔ اب جو تمہاری بے ادبی یا ہمسری کرے گا وہ سرنگوں ہوگا۔

حضرت میاں شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ درگاہ حضرت دمڑی والا سرکار کے سجادہ نشین تھے۔ اپنے آخری ایامِ بیماری میں آپ نے اپنے ایک محبّ داروغہ جھنڈا کو مخاطب کرتے ہوئے درج ذیل ارشاد فرمایا۔

﴿ای جھنڈا غم مخور اگر در حق فرزندانِ من ہمین دیدہ صدق ویقین خواہی دید استخوانِ من ہم ترا مدد خواھند کرد﴾ ''اے جھنڈا تو غم نہ کر، اگر ہماری اولاد سے اسی طرح صدق ویقین کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھو گے تو پھر میری ہڈیاں بھی تمہاری مدد کریں گی''۔ اِس کے بعد حضرت دمڑی والا سرکار کی بارگاہِ اقدس میں مناجات پیش کی کہ ہمارا وقت اب قریب آگیا ہے، اس سجادگی، دستار اور خیر وبرکت سے میرے فرزندان کو سرفراز فرمائیں۔

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

ولادتِ باسعادت

عارفِ باللہ، رومیِ کشمیر، ولیِ کامل حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت آزاد کشمیر کے ضلع میر پور کے علاقہ کھڑی کے ایک گاؤں ''چک ٹھاکرہ'' میں 1246ھ بمطابق 1830ء ہوئی۔ آپ نے علاقہ کھڑی شریف اور اپنی جائے ولادت کا محلِ وقوع اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

چھ کوہ پربت جہلم کہاٹوں کھڑی ملک وچ ڈیرا
پاک مقام اک پیرا اوہ ہے مولد میرا

نشانِ ولایت

عارف کھڑی شریف کی عمر مبارک ابھی 5 سال کے قریب تھی۔ آپ اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ دربارِ حضرت غازی قلندر میں تشریف فرما تھے کہ خانقاہ حضرت بگا شیر ولی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ دربار دمڑی والا میں حاضر ہوئے۔ اس ولی کامل کی نگاہ جب حضرت میاں محمد بخش پر پڑی تو آپ کے سر مبارک پر اپنا دستِ شفقت رکھتے ہوئے آپ کے والدِ مکرم کو تاکید فرمائی کہ اس عظیم بچہ کی پرورش پر خصوصی توجہ دیں۔ کیونکہ یہ گوہرِ عظیم اپنے فیض سے ایک عالم کو روشن و منور کرے گا۔

تعلیم

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی دینی تعلیم گھر پر ہی اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے اُس وقت کی عظیم دینی درسگاہ جو کہ قصبہ سموال میں واقع تھی، تشریف لے گئے۔ بارہویں صدی ہجری کے وسط میں ایک ولی کامل و فاضل بزرگ حضرت حافظ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ نے قصبہ سموال میں حضرت پیرا شاہ غازی قلندر کی اجازت سے مقیم ہو کر یہ درسگاہ قائم کی تھی۔ حضرت حافظ محمد مقیم کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت حافظ غلام محمود نے اس درسگاہ کا نظام سنبھالا۔ اُن کے وصال کے بعد یہ ذمہ داری حضرت حافظ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالی۔ جس وقت حضرت میاں محمد بخش اس درسگاہ میں تشریف لائے تو اُس وقت مدرسہ کے مہتمم حافظ محمد علی تھے۔ ان کے برادر حافظ نور محمد المعروف نور ولی اور حافظ نور ولی کے صاحبزادے حافظ غلام حسین مدرسین کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ حضرت میاں محمد بخش نے اس عظیم درسگاہ میں موجود ان عظیم اساتذہ اور بزرگوں سے علم حاصل کیا۔ حضرت میاں محمد بخش ان نیک صفت شخصیات اور بزرگانِ سموال شریف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

نور محمد علی جی حافظ ناصر الدین
بخشیں سن اولاد بھی دوست نال یقین
خاص غلام حسین بھی نور حسین آمین
ایمان عزت آخرت نالے اوپر زمین

قصبہ سوال شریف کی یہ درسگاہ دربار حضرت میاں محمد بخش سے تقریباً 7½ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ بحمد اللہ ! اس عظیم درسگاہ اور اس میں محوِ خواب عظیم بزرگانِ دین کی خدمت میں حاضری اور فاتحہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ (اس درسگاہ اور اس کی عظیم شخصیات کے مزاراتِ مبارکہ کی تصاویر حصۂ تصاویر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں)۔

اختیارِ راہِ فقر

حضرت میاں محمد بخش جب ظاہری علوم کی حصول میں مصروف تھے تو انہی ایام میں آپ کے والدِ ماجد بیمار ہو گئے۔ ایک دن آپ کے والدِ گرامی نے اپنے احباب، معتقدین اور مریدین کو بلا کر اپنی بیماری سے مطلع کرنے کے بعد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت دمڑی والا سرکار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی میں ہی منصبِ سجادگی کسی کے سپرد کردوں اور میرے خیال اور رائے کے مطابق ہر لحاظ سے میاں محمد بخش اس منصب کے اہل ہیں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی رائے لینا چاہتا ہوں۔ تمام حاضرین نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا مگر حضرت میاں محمد بخش نے نہایت ہی عجز و انکساری سے اپنے والدِ ماجد کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت یہ منصب واقعی قابلِ فخر و اعتزاز ہے لیکن اس بارِ گراں بوجھ کا میں متحمل نہیں ہو سکتا۔ میرے بڑے بھائی اس منصب کیلئے زیادہ موزوں اور حق دار ہیں۔ میری درخواست ہے کہ یہ شرفِ عظیم اُن کے حوالے فرما دیں اور میرے لئے صرف دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالی مجھے راہِ فقر عطا فرمائے۔ یہ کلمات سُن کر حضرت میاں محمد بخش کے والدِ گرامی چارپائی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اس عظیم فرزندِ ارجمند کے دونوں بازو پکڑ کر جانبِ بغداد شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہِ اقدس میں نہایت ہی سوز و گداز کے ساتھ اس طرح درخواست پیش کی ''اے دستگیرِ بے کساں میرے اِس فرزند کے دونوں بازو اپنے دستِ شفقت میں قبول فرمائیں'' والدِ گرامی کی اس پُر کیف دُعا سے حضرت میاں محمد بخش اس قدر روئے کہ آپ کی ہچکی بندھ گئی اور آپ کے یہ آنسو دربارِ شہنشاہِ بغداد میں اس طرح شرفِ قبولیت پا گئے کہ آپ کی دنیا ہی بدل گئی۔ 1264ھ میں حضرت میاں شمس الدین کے وصال کے بعد حضرت دمڑی والا سرکار کے مزارِ مبارک کی سجادگی حضرت میاں بہاول بخش کے سپرد ہوئی اور حضرت میاں محمد بخش نے راہِ فقر اختیار فرمائی۔

شرفِ بیعت

والدِ مرحوم کی وفات کے بعد حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ وقت یادِ الٰہی میں صرف ہوتا۔ اس کے علاوہ حضرت دمڑی والا سرکار کی بارگاہ میں بھی حاضری رہتی، جاروب کشی کی سعادت حاصل کرتے اور حضرت غازی قلندر کے دربارِ گوہر بار کے عقیدت مندوں کی بھی خدمت کرتے۔ جب بیعت کرنے کا شوق غالب ہوا تو ایک رات حضرت غازی قلندر کے مزارِ اقدس کے قریب اس مقصد کیلئے استخارہ کیا۔ خواب میں حضرت غازی قلندر نے آپ کو ارشاد فرمایا "اے فرزند! باطنی طور پر تم ہمارے ہی مرید ہو لیکن ظاہری بیعت کیلئے میرے روحانی فرزند حضرت سائیں غلام محمد (سکنہ کلروڑوی) کی خدمت میں حاضری دو"۔ حضرت میاں محمد بخش نے استخارے کے جواب کو ان الفاظ میں بیان کیا۔

گن آواز پیا جس ویلے، اوس پیرے دلگیرے
ڈورے کن گئے کھل پڑدے، نال اِس دی تاثیرے

حضرت دمڑی والا سرکار کے اِس ارشادِ مبارک پر آپ حضرت سائیں غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت غازی قلندر کا پیغام پہنچایا۔ جسے سننے کے بعد حضرت سائیں غلام محمد نے حضرت میاں محمد بخش سے فرمایا کہ چند روز صبر کرو۔ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی لیکن گاہے بگاہے آپ کی خدمت میں بیعت کی درخواست کرتے رہتے۔ لیکن حضرت سائیں غلام محمد یہی فرماتے کہ ابھی اور صبر کرو اور اس طرح ایک طویل عرصہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں حضرت میاں محمد بخش عبادت، ریاضت اور مجاہدات میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔ بالآخر ایک دن حضرت سائیں غلام محمد نے آپ کو حضرت بابا بدوح شاہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار کے قریب بٹھا کر سلسلہ قادریہ میں شرفِ بیعت سے نوازا۔

شجرۂ طریقت

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ طریقت حضرت دمڑی والا سرکار سے ہوتا ہوا کئی واسطوں سے حضور شہنشاہِ بغداد تک پہنچتا ہے اور پھر اُن سے ہوتا ہوا سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پہنچتا ہے۔ حضرت دمڑی والا سرکار تک آپ کا شجرۂ طریقت درج ذیل ہے۔

حضرت پیرا شاہ غازی قلندر المعروف پیر دمڑی والا
(مدفن کھڑی شریف، میرپور، آزاد کشمیر)

↑

حاجی الحرمین میاں حاجی بگا شیر
(مدفن درکالی شاہی، تحصیل گوجر خان سیداں، ضلع راولپنڈی)

↑

حضرت بابا بدوح شاہ ابدال
(مدفن پلیر شریف، موجودہ متاثرہ منگلا ڈیم، ڈڈیال)

↑

حضرت سائیں غلام محمد
(مدفن پلیر شریف، موجودہ متاثرہ منگلا ڈیم، ڈڈیال)

↑

حضرت میاں محمد بخش قادری
(مدفن کھڑی شریف، میرپور، آزاد کشمیر)

مزاراتِ مبارکہ مُرشدِ کریم و دادا مُرشد حضرت میاں محمد بخش قادری

حضرت میاں محمد بخش قادری کے مرشدِ کریم حضرت سائیں غلام محمد اور دادا مُرشد حضرت بابا بدوح شاہ ابدال کے مزاراتِ مبارکہ موضع پلیر شریف، تحصیل ڈڈیال، ضلع میرپور میں ہیں، لیکن ایک طویل عرصہ سے یہ مقاماتِ مقدسہ منگلا ڈیم کی حدود میں آچکے ہیں۔ موسم گرما میں ڈیم میں جب پانی

کی سطح بلند ہونا شروع ہوتی ہے تو یہ مقاماتِ مبارکہ کئی فٹ پانی کے اندر آ جاتے ہیں اور ایک طویل عرصہ تک پانی موجود رہتا ہے۔ موسمِ سرما کی آمد کے بعد پانی جب بتدریج اترنا شروع ہوتا ہے تو کچھ عرصہ کیلئے ان مقامات پر حاضری کی رسائی ممکن ہوتی ہے، لیکن جو بات قابلِ غور ہے اور جس کا میں نے پیش لفظ میں ذکر کیا ہے کہ آزاد کشمیر میں زلزلہ نے جو تباہی و بربادی پھیلائی وہ سب پر عیاں ہے۔ لیکن ان تباہ شدہ مقامات کے بالکل قریب کچھ ایسے بھی مقامات تھے جو زلزلے کے کسی بھی اثر سے متاثر نہ ہوئے۔ اسی طرح پانی کے وسیع وضخیم ذخیرہ سے کسی شے کا باقی رہنا محال ہوتا ہے لیکن پانی کے اندر بھی کچھ ایسے مقامات بطور کراماتِ اولیاء آج بھی موجود ہیں اور جن کا مشاہدہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ جن مقامات پر پانی کے اترنے یا چڑھنے کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بحمد اللہ انہی بزرگوں کے تصرف اور توجہ سے اس دور، مشکل لیکن پُر نور اور پُر کیف مقام پر فروری 2009ء میں ہم گنہگاروں کو اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ان مقاماتِ مبارکہ کی تصاویر بنائیں جو کتاب کے حصۂ تصاویر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ منگلا ڈیم کے اس علاقے میں اب سڑکوں کا وجود تو نہیں رہا لیکن اگر ان بزرگوں کی خدمت میں حاضری کا جذبہ اور ذوق وشوق موجود ہو تو آسانی سے گاڑی میں یہاں تک پہنچا جا سکتا ہے۔

ہم ان راستوں سے اس مقام پر پہنچے۔ راولپنڈی سے اندرون ڈڈیال شہر سے ہوتے ہوئے سلطان صلاح الدین ایوبی سیکٹر A-1 اور چونگی سے اندر کی طرف ریپر بازار کے ختم ہونے پر تھوڑی سی پکی آبادی آتی ہے۔ جس کے ختم ہونے پر پکا راستہ ختم ہو جاتا ہے اور آگے مختلف کچے راستے مختلف سمتوں میں جاتے ہیں۔ اس مقام سے اینٹوں کے بھٹوں کی چمنیاں بھی نظر آتی ہیں۔ اس سے گزر کر آگے جائیں تو ڈیم کا حصہ اور دور پانی بھی نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ان کچے راستوں پر کچھ دیر چلنے کے بعد ایک سفید رنگ کا گنبد دور سے دکھائی دیتا ہے اسی گنبد کے نیچے یہ عظیم شخصیات آرام فرما ہیں۔ ایک مختصر سی چاردیواری ہے جس کے اوپر چھت ڈال کر گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ اس چاردیواری میں دائیں جانب سب سے پہلے حضرت میاں محمد بخش کے دادا مُرشد حضرت سید بدوح شاہ ابدال کا مزارِ پُر انوار ہے، بائیں جانب پہلا مزار مبارک حضرت میاں محمد بخش قادری کے مُرشدِ کریم حضرت سائیں غلام محمد کا، اور پھر حضرت سائیں غلام محمد کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک ہے۔ ہم نے دورانِ حاضری دیکھا کہ اس

سارے علاقے میں ایک طویل عرصہ پانی ٹھہرنے کی وجہ سے اردگرد کے بقیہ آثار اور قبرستان منہدم ہو چکے ہیں لیکن ایک طویل عرصہ سے ان اولیائے کاملین کے مزاراتِ مبارکہ بالکل صحیح و سالم موجود ہیں۔ حضرت میاں محمد بخش صاحب سے نسبت رکھنے والے احباب سے گزارش ہوگی کہ اگر ممکن ہو تو اس متبرک و پُر کیف مقام پر ذہن میں یہ تصور کرتے ہوئے حاضری کا شرف ضرور حاصل کریں کہ اگر آپ اُن کی ظاہری زیارت نہیں کر سکتے لیکن وہ تو آپ کو ضرور دیکھ لیں گے اور پھر وہ توجہ بھی فرمائیں گے اور اگر یاد رہ جائے تو اس بندۂ ناچیز کا بھی سلام پیش کر دیں۔

مزارِ مبارک پردادا مُرشد حضرت میاں محمد بخش قادری

حضرت میاں محمد بخش قادری کے پردادا مُرشد حضرت حاجی مرید خان المعروف حاجی بگا شیر ولی کا مزار مبارک ضلع راولپنڈی کی تحصیل کلر سیداں موضع درکالی شریف میں ہے۔ راولپنڈی سے کلر سیداں جاتے ہوئے کلر سیداں سے 3-2 کلومیٹر پہلے بائیں جانب ایک سرکاری سکول آتا ہے اور دائیں جانب ایک سڑک جاتی ہے۔ اس پر چلتے ہوئے درکالی شیر شاہی کا پوچھ لیں۔ یہ وہی ولی کامل بگا شیر برق انداز ہیں کہ جب حضرت میاں محمد بخش قادری کے والدِ گرامی کو بچپن میں کسی نے مارا تھا اور آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے کہنے پر حضرت دمڑی والا سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو کے گریہ وزاری کی تھی اور اُس اثناء میں جب آپ کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں اسی عظیم ولی کامل نے آپ کو آ کر فرمایا تھا کہ میں برق انداز بگا شیر ہوں۔ مجھے حضرت دمڑی والا نے تیری مدد کیلئے بھیجا ہے۔ حضرت میاں محمد بخش ایک مقام پر اپنے دادا مُرشد کا اِس طرح ذکر کرتے ہیں۔

کھرا پیار اُس دا کامل مرد دلیر جس نے نفس شیطان نوں قیدی کیتا گھیر
ملکیں چیلے اُس دے قطب ابدال چوفیر خاص نصیب جناب دا ڈولو بگا شیر

الحمد اللہ! اس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا تصاویر بھی بنائیں جو کتاب کے حصہ تصاویر میں موجود ہے۔

سفرِ کشمیر

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہونے کے بعد اپنے مُرشد

کریم کی طرف سے حکم ہوا کہ کشمیر میں ایک ولی کامل قطب مدار حضرت شیخ احمد ولی کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے اپنے حصے کا باطنی فیض حاصل کرو۔ آپ اُن کی خدمت میں حاضری کیلئے سری نگر روانہ ہوئے اور یہ سفر روحانیت پیادہ اور پا برہنہ طے کیا اور بدن مبارک پر بھی انتہائی مختصر لباس یعنی ایک تہبند اور کمبل لپیٹ رکھا تھا۔ سفر کے دوران کئی لوگوں سے ملاقات ہوئی جو سری نگر کی طرف سے واپس لوٹ رہے تھے اُن کی زبانی معلوم ہوتا رہا کہ وہ لوگ بھی حضرت شیخ احمد ولی کی خدمت میں حاضری کیلئے گئے تھے چونکہ آپ ایک تارک الدنیا فقیر ہیں اور زیادہ تر خلوت نشینی ہی میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔ اس لئے اتفاق سے ہی اُن سے کبھی ملاقات ہوتی ہے۔ اِن اطلاعات کے باوجود حضرت میاں محمد بخش قادری پر کسی پریشانی یا مایوسی کے اثرات نہ ظاہر ہوتے۔ آپ نہایت ثابت قدمی اور جوش و ولولہ کے ساتھ سفر جاری رکھتے ہوئے سری نگر پہنچے۔ حضرت شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوئے وہاں موجود ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی جس نے بتایا کہ حضرت شیخ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ وہ اِس وقت کہاں ہیں؟ اور کب واپس تشریف لائیں گے؟ حضرت میاں محمد بخش یہ سن کر خاموش ہو گئے اور سوچنے لگے کہ پتہ نہیں کہ کب اُن سے ملاقات ہو گی؟ ابھی انہی خیالوں میں گم تھے کہ اچانک ایک نہایت ہی نورانی شکل وصورت والے بزرگ اندر تشریف لائے اور حضرت میاں صاحب سے اِس انداز سے ملے جیسے برسوں پہلے کی آشنائی ہو۔ حضرت میاں صاحب نے بھی انہیں پہچان لیا کہ یہی وہ شخصیت ہیں جن کی ملاقات کیلئے میں آیا ہوں۔ حضرت شیخ احمد ولی نے فارسی میں گفتگو فرمائی اور جب آپ نے حضرت غازی قلندر دمڑی والی سرکار کا اسمِ مبارک لیا تو حضرت شیخ احمد ولی نے ادب سے اپنی گردن جھکا لی۔ اُس کے بعد حضرت میاں صاحب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ نہ آپ کے گلے میں کرتا ہے اور نہ پاؤں میں جوتی اور پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ رقم آپ کو دی کہ آپ بازار سے جوتی خرید کر پہنیں اور یہاں پر موجود دوسرے مزاراتِ مبارکہ پر بھی حاضری کا شرف حاصل کریں لیکن واپسی سے پہلے مجھ سے ملاقات کر کے جائیں۔ حضرت میاں محمد بخش نے تقریباً ایک ماہ کشمیر میں قیام فرمایا۔ مزاراتِ مبارکہ پر حاضری دی۔ درگاہ حضرت بل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ وطن روانہ ہونے سے قبل دوبارہ حضرت شیخ احمد ولی کی درگاہ میں پہنچے۔ اِسی اثناء میں حضرت

شیخ احمد ولی بھی تشریف لائے اور حضرت میاں محمد صاحب کو بازو سے پکڑ کر ایک تہہ خانے میں لے گئے اور پھر اُس قطب مدار نے حضرت میاں محمد بخش پر کیا کیا عنایات فرمائیں یہ تو اسرار ہیں جن پر کوئی دوسرا مطلع نہیں ہو سکتا۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

الغرض جو باطنی امانت حضرت میاں محمد بخش کے سپرد کرنی تھی حضرت شیخ احمد ولی نے اُن کے حوالے کی اور خود باہر جنگل کی طرف نکل گئے۔ اس ملاقات کے بعد حضرت میاں محمد بخش کی دنیا ہی بدل گئی۔

مجاہدات وریاضات

حضرت میاں محمد بخش نے کشمیر سے وطن واپس آنے کے بعد جنگلوں اور ویرانوں میں خلوت نشینی اور مجاہدات وریاضات شروع کر دیئے۔ اِن ایام میں لوگوں سے ملنا بھی ترک کر دیا اور یہ حال ایک طویل عرصہ پر محیط رہا۔ اس حال کے اختتام پر حضرت دمڑی والے سرکار کے اشارے اور ارشاد پر احاطۂ دربار میں ایک چھپر تیار کروا کر اُس میں مقیم ہو گئے۔ حالتِ محویت اِس قدر غالب رہتی کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ تقریباً 14 سال اِس چھپر مبارک میں قیام پذیر ہو کر ورد و وظائف میں مشغول رہے۔ نمازِ مغرب کے بعد ہمیشہ حضور غوث الثقلین کے قصیدہ غوثیہ کا ورد فرماتے جس سے آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ کوئی شخص قریب آنے کی جرأت نہ کر سکتا۔ تمام عمر حضرت غازی قلندر کے مزارِ مبارک کی طرف پیٹھ نہ کی، جس وقت حضرتِ اقدس کے مزارِ مبارک کے احاطے میں موجود ہوتے تو آپ کے چہرۂ مبارک پر اِس قدر جلال ہوتا کہ آدمی آپ کی طرف دیکھ نہ سکتا تھا کیونکہ آپ ہر وقت عشقِ الٰہی میں ڈوبے رہتے تھے۔

والی جموں وکشمیر کی حاضری اور آپ کی شانِ بے نیازی

ایک مرتبہ والی ریاست جموں وکشمیر اپنے ارباب حکومت کے ہمراہ کھڑی شریف میں حضرت میاں محمد بخش کی خدمت میں حاضری کیلئے آیا۔ آپ اُس وقت حضرت پیرا شاہ غازی کے مزارِ پُر انوار

میں تشریف فرما تھے۔ سجادہ نشین نے ایک خادم کو بھیجا کہ آپ کو جا کر اطلاع کرے کہ حضور مہاراجہ جموں و کشمیر جناب کی سلامی کیلئے حاضر ہوا ہے، آپ تشریف لائیں۔ جس پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ ہم اس وقت اپنے مہاراجہ کے حضور میں حاضر ہیں۔ ہمیں کسی اور مہاراجہ سے کوئی تعلق نہیں جب یہاں سے اجازت ملے گی تو پھر دیکھ لیں گے۔ خادم باہر واپس آ گیا سجادہ نشین صاحب نے اُس کو دوبارہ بھیجا آپ نے دوبارہ وہی جواب دیا۔ جب تیسری مرتبہ خادم کو اندر بھیجا گیا تو اُس وقت میاں صاحب خود ہی باہر تشریف لا رہے تھے۔ والی ریاست مہاراجہ اور اُس کا بھائی حضرت میاں صاحب کے ادب میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ مہاراجہ کے حکم پر وزیر نے ایک تھیلی نذر پیش کی اور مہاراجہ نے قبولِ نذر کیلئے نہایت عجز و انکساری سے درخواست کی۔ آپ نے وہ تھیلی کھول کر ایک سکہ نکال کر آنکھ پر رکھ کر فرمایا مہاراجہ صاحب اس کے رکھنے سے تو اگلی نظر بھی جاتی ہے، تم تو کہتے ہو کہ یہ نظر ہے۔ مہاراجہ نے جب بہت عاجزی کی تو آپ نے وہی سکہ خادم کو دیا کہ اسے لنگر میں داخل کر لو اور باقی رقم تھیلی سمیت واپس کر دو۔ پھر مہاراجہ نے جاگیر کی پیشکش کی۔ آپ نے اُس سے بھی معذرت کر لی۔ پھر مہاراجہ آپ کی بارگاہ میں ملتمس ہوا کہ حضور میری اولادِ نرینہ نہیں ہے۔ اُس کیلئے دعا فرمائیں۔ آپ نے نہ صرف اولادِ نرینہ کیلئے دُعا فرمائی بلکہ پیدا ہونے والے بچے کا نام بھی رکھ دیا۔ صرف اس ایک واقعہ سے ہی حضرت میاں محمد بخش کی شانِ استغناء، دنیا اور اربابِ حکومت سے بے نیازی اور دُوری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شاعری

حضرت میاں محمد بخش فطری اور پیدائشی طور پر زُود گو شاعر تھے۔ آپ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کسی محبّ کی طرف کچھ تحریر فرماتے تو اکثر اوقات نظم کی صورت میں ہی تحریر فرماتے۔ آپ کا سب سے زیادہ کلام پنجابی زبان میں ہے۔ آپ کی شاعری کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ میں اسرار و رموز کے موتیوں کو پرویا ہوا ہے۔ شاعر ہونے کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو درد اور سوز و گداز کی عظیم دولت سے بھی مالا مال فرمایا ہوا تھا۔ جیسا کہ ایک مقام پر خود آپ اس کی شرح اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

قصے ہور کسے دے اندر درد اپنے کج ہوون
بے پیڑاں تاثیراں ناہیں بے پیڑے کد روون

درد لگے تاں ہائے ہائے نکلے کوئی کوئی رہندا جر کے
دلبر اپنے دی گل کریئے اوراں نوں منہ دھر کے

جس وچہ گجھی رمز نہ ہووے دردمنداں دے حالوں
بہتر چپ محمد بخشا سخن اجیہے نالوں

ویکھو ویکھی شعر بناوان شعروں خبر نہ پاون
اس طرح تے صفتا سٹھاں بہتے ڈوم بناون

حقیقت یہ ہے کہ میاں محمد بخش کو شاعری کے اصول وقواعد اور اوزان پر مکمل عبور حاصل تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے سینہ میں ایک درد بھرا دل بھی رکھتے تھے کیونکہ اُن کا کلام خود اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ عشق ومحبت کی چوٹ میں رنگے ہوئے تھے۔ حضرت میاں محمد بخش کا شمار اُن بزرگ ہستیوں میں ہوتا ہے کہ جن کے کلام نے زندۂ جاوید شہرت حاصل کی۔

تصانیف

حضرت میاں محمد بخش قادری کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار خوبیوں اور صفات سے مزین فرمایا تھا۔ آپ ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عاشق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عاشق اولیاء، ولی کامل، بلند پایہ عالم دین اور ایک صوفی شاعر ہونے کے علاوہ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ پنجابی شاعری میں آپ کی عظیم و بے مثال اور شہرت ومقبولیت کی حامی لافانی تصنیف ''سیف الملوک'' آپ کی شہرت کا سبب بنی۔ جو آج بھی لاکھوں دلوں کی دھڑکن ہے۔ جسے لوگ بڑی عقیدت ومحبت سے پڑھتے ہیں۔ یہی وہ تصنیف مبارک ہے جس نے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کو حیاتِ ابدی بخشی۔ حضرت میاں محمد بخش کی تصانیف کا مختصراً تذکرہ خیر وبرکت حاصل کرنے کیلئے کرتے ہیں۔

☆ سوہنی مہینوال (سال تصنیف-1273ھ)

حضرت میاں محمد بخش قادری کی یہ پہلی باقاعدہ تصنیف ہے جو بلخ وبخارا کے حکمران مرزا عالی

بیگ کے بیٹے مرزا عزت بیگ کے عشق و محبت کی لوک داستان ہے۔ شہرِ گجرات کے ایک ''کوزہ گر'' کی بیٹی جو حسن و جمال کا پیکر تھی ''سوہنی'' کے نام سے معروف و مشہور تھی۔ مرزا عزت بیگ بخارا جاتے ہوئے گجرات میں رکا۔ سوہنی کے حسن و جمال کی تعریف کے قصے جب اُس نے سنے تو اُس پیکرِ حسن و جمال کے عشق و محبت میں گرفتار ہو گیا۔ سوہنی کے والد کی دکان پر پہنچا اور مہنگے دام برتن خرید کر بازار میں سستے دام بیچنے لگا اور یہ اُس کا روزانہ کا معمول بن گیا۔ اِس طرح اُس نے اپنی دولت لٹا کر اُس کوزہ گر کے گھر ملازمت اختیار کر لی۔ اب دوسری طرف سوہنی بھی اُس سے محبت کرنے لگی۔ سوہنی کے گھر والوں کو جب اِس بات کا علم ہوا تو اُنہوں نے سوہنی کی شادی کسی اور کے ساتھ کر دی اور عزت بیگ جو اِس داستانِ عشق میں مہینوال کے نام سے مشہور ہو گیا تھا اُس کو گھر کی ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔ اب مہینوال ایک فقیر بن کر دریا کے کنارے رہنے لگا اور سوہنی سے اُس کی ملاقاتیں رات کو دریا پر ہونے لگیں۔ مہینوال روزانہ دریا سے ایک مچھلی پکڑتا اور کباب بنا کر سوہنی کو پیش کرتا۔ اتفاقاً ایک دن مہینوال کو مچھلی نہ ملی تو اُس نے اپنی ران سے گوشت کاٹ کر کباب بنائے اور زخمی حالت میں ہی دریا پار کر کے سوہنی کی ملاقات کیلئے گیا۔ سوہنی نے مہینوال کے اِس اندازِ عشق کو دیکھا تو گھبرا گئی اور اب خود گھڑے کے سہارے دریا پار کر کے مہینوال سے ملنے جاتی۔ ایک دن یہ راز بھی فاش ہونا تھا کہ اُس کی ایک رشتہ دار نے اُس کا تعاقب کیا اور اُسے دریا پار کرتے دیکھ لیا۔ اگلے ہی دن اُس نے سوہنی کو سزا دینے کی خاطر رات کے اندھیرے میں پکے گھڑے کی جگہ کچا گھڑا رکھ دیا۔ سوہنی حسبِ معمول جب گھڑا اٹھا کر چلی تو پتہ چل گیا لیکن اب واپس جانا بھی توہینِ محبت تھی۔ سوہنی نے اُس کچے گھڑے کو ہی دریا میں ڈال دیا۔ وہ زیادہ دیر ساتھ نہ دے سکا اور پانی میں بہہ گیا۔ سوہنی اپنے مہینوال کو پکارتے پکارتے دریا کی موجوں کی نظر ہو گئی، دوسری طرف جب اُس عاشقِ صادق نے سوہنی کی آواز سنی تو اُس نے بھی دریا میں چھلانگ لگا دی اور ڈوب کر اپنے محبوب سے جاملا۔

حضرت میاں محمد بخش نے اِس طویل داستانِ عشق کو اپنے ایک دوست ''کالا'' کی فرمائش پر تحریر فرمایا اور عشقِ مجازی اور عشقِ حقیقی کا موازنہ کرتے ہوئے مجاز کو ہی عشقِ حقیقی کا زینہ قرار دیا۔ اس کتاب کے سنِ تالیف کے بارے میں حضرت میاں محمد بخش فرماتے ہیں۔

باراں سے ترہتر ہجری اندر سن
رحمت میرے پیر دی کیتا سبز چمن
بارہیں ماہ شوال دی بدھ دِہینہ وقت زوال
ہویا تم محمدؐ قصہ مہینوال

☆ تحفۂ میراں (سال تالیف-1274ھ)

یہ کتاب حضرت میاں محمد بخش قادری کی دوسری اہم تصنیف ہے جو حضور شہنشاہِ بغداد سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی، آپ کی کرامات اور احوال پر مشتمل ہے۔ اس تصنیفِ مبارک کا آغاز حمدِ باری تعالیٰ کے اشعار سے فرماتے ہیں۔

اول حمد ثنا الٰہی پڑھ بسم اللہ آکھاں
فیر صلوٰۃ سلام محمدؐ ہون ہزاراں لاکھاں
آل اولاد اصحاب نبی دی جو جو آہے سارے
کہاں دُرود سلام تماماں جیہڑے اُنہاں پیارے
اوہ سردار نبیاں سندا خاص حبیب الٰہی
ہور تمام غلام اُنہاندے تاج اُنہاں سر شاہی

کتاب کے اختتام پر حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں یوں مدح سرا ہیں۔

یا میراں رب قدرت دِتی خاص تساڈے تائیں
بخش شفا مربی میرے کامل صحت دوائیں
آسا میری توڑو نائیں توڑ پچاؤ میراں
بخش شراب محبت والی شاد کرو دلگیراں
میں کچھ منگ نہ سکاں میراں آپے کرم کماؤ
لائق شان اپنی دی مینوں خیر جنابوں پاؤ

☆ قصہ شیخ صنعان (سال تالیف-1274ھ)

حضرت میاں محمد بخش قادری نے اس تصنیفِ لطیف میں شیخ صنعان کے قصے کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کا اصل ماخذ حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشا پوری کی مشہور زمانہ فارسی کتاب ''منطق الطیر'' ہے۔ سال تالیف کے بارے میں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

باراں سو چوہتر آہے سن تاریخ لکھاواں
نام محمد شاعر سندا عاجز شخص نتھاواں

☆ نیرنگِ عشق (سالِ تالیف-1275ھ)

حضرت رومی کشمیر کی یہ تصنیف علامہ غنیمت کنجاہی کی فارسی تصنیف ''نیرنگِ عشق'' کا منظوم پنجابی ترجمہ ہے جو سید باقر علی شاہ کی فرمائش پر کیا۔ اس کتاب کے نام اور تاریخ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

محمد جاں ہویا ایہہ نسخہ تمام
سنو نیرنگ اس دا کیتا نام
لکھاں تاریخ آساں تاں نہ ہو رنج
ستر باراں سے اُتے ہور وی پنج

☆ قصہ شاہ منصور (سالِ تالیف-1275ھ)

کتابِ مذکورہ بالا کے نام سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں صرف حضرت شاہ منصور کا واقعہ بیان کیا ہو گا۔ لیکن اس میں دنیائے تصوف کے دو اور درخشندہ ستاروں حضرت شاہ شمس الدین تبریز اور حضرت مولانا جلال الدین رومی کا ذکرِ مبارک بھی تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ اس کتاب کا ماخذ بھی حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری کی مشہور زمانہ کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' ہے۔

حضرت شاہ منصور کو تختۂ دار پر چڑھانے کے بعد بھی آپ کے جسدِ اطہر سے ''انا الحق'' کی صدا سنائی دیتی ہے تو پھر جسدِ اطہر کو جلایا جاتا ہے اور راکھ مبارک کو جب دریائے دجلہ میں بہا دیا جاتا

ہے تو دریا میں فوراً زبردست ہلچل شروع ہو جاتی ہے اور قریب تھا کہ دجلہ اپنے کناروں سے باہر نکلتا اور بغداد کو غرق کر دیتا اُس وقت آپ کا ایک خادم جس کو آپ نے پہلے ہی ان تمام واقعات سے مطلع فرما دیا تھا اُس نے آپ کی گودڑی مبارک دجلہ کے حوالے کی تو دجلہ فوراً اپنی پہلی حالت پر واپس آ گیا۔

جدوں گودڑی وچ دریا سٹی لتھی موج طوفان دی کانگ ساری
گیا جوش خروش دریا والا خلق جاں گئی تپن تانگ ساری
آیا شہر دے وچ آرام ذرا گیا خوف تے ہوئی بانگ ساری
لگا دہن محمدا فیر اوویں چھڈی ڈول اوہ شوکنگ تے شانگ ساری

بغداد شریف میں دجلہ کے کنارے ایک محلّہ میں اب بھی ایک جگہ ''مقام شیخ منصور'' کے نام سے مشہور و معروف ہے بیان کرتے ہیں کہ وہ یہ مقام ہے کہ جہاں پر آپ کو تختۂ دار پر چڑھایا گیا تھا۔ اس مقام پر ایک خوبصورت عمارت کے اندر ایک علامتی قبر بھی بنی ہوئی ہے۔ عمارت کے صدر دروازے پر خوبصورت انداز میں یہ عبارت تحریر ہے۔

''مرقد منصور الحلاج''

بحمد اللہ! اس بندۂ ناچیز کو اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔

کتاب قصہ شاہ منصور حضرت میاں محمد بخش کی پانچویں تصنیف ہے اور اس کتاب میں آپ نے اپنی چار کتابوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

اول آکھ قصہ مہینوال والا دھواں عاشقاں دا سُلگایا ای

تحفہ میراں دا وچ جناب عالی فیر صدقیاں نال پچایا ای

قصہ آکھ کے شیخ صنعان والا درد منداں دا درد جگایا ای

فیر عشق نیرنگ کی دی مثنوی نوں وچ ہند زبان سوہایا ای

☆ شیریں فرہاد (سال تالیف-1276ھ)

حضرت میاں محمد بخش نے چین کے ایک شہزادے فرہاد کا قصہ عشق بیان کیا ہے جو ایک ایرانی خاتون شیریں کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے اور عشق کی منزل کو پانے کیلئے ایک سنگلاخ پہاڑ کر چیر کر نہر نکالتا ہے۔

شیریں وَل فرہاد دا ایسا ہویا دھیان

اپنا آپ محمدا نہ وچ رہیا دھیان

اوہ شیریں دے عشق نوں مُٹا سی گل لا

بیٹھا سی فرہاد دا چیتا دلوں بھلا

☆ سیف الملوک (سال تالیف-1279ھ)

حضرت میاں محمد بخش کی اِس تصنیفِ لطیف کا اصل نام تو ''سفر العشق'' ہے اور یہ سفر عشق شاہِ مصر عاصم بن صفوان کے شہزادے ''سیف الملوک'' کی داستانِ سفر کے پردے میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس لئے یہ لافانی تصنیف ''سیف الملوک'' کے نام سے معروف و مشہور ہوئی۔

ناز نیاز تے سفر عاشق دا ایس قصے وچ آیا

سفر العشق محمد بخشا نام دلیلوں پایا

حضرت میاں محمد بخش نے اس تصنیف میں مجاز کے پردے میں حقیقت کے اسرار و رموز کو بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جن کو صرف مجاز سے غرض ہوگی وہ یہ قصہ پڑھ کے خوش ہوں گے اور جن کی عشق کی لوگی ہوگی وہ بوقتِ سحر گریہ وزاری کریں گے۔ ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں۔

بات مجازی رمز حقانی ون وناں دی کاٹھی
سفر العشق کتاب بنائی سیف چھپی وچ لاٹھی
جہناں طلب قصے دی ہوی سُن قصہ خوش ہوسن
جہناں جاگ عشق دی سینے جاگ سویلے روسن
سن مبارک ہجری دساں باراں سے ست داہے
ست اُتے دو ہور محمد اوپر تھیں آہے

کتاب سیف الملوک حضرت میاں محمد بخش قادری کے عہدِ شباب کی تصنیف ہے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک 33 برس تھی اور اس ضخیم تالیف کو صرف ایک سال میں مکمل فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

برس ہویا میں صدا لگایا اَج دِن دان منگن دا
جھولی اڈ اگیرے ہویوس نائیں وقت سنگن دا
عمر مصنف دی تد آہی تن دا ہے تن یکے
بہن وڈی فرماندی ایہو چے رب نوں پکے

قصہ سیف الملوک عربی کتاب ''زبدۃ الجواب'' سے ماخوذ ہے جو شاہانِ دمشق کے پاس موجود تھی۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر اُن کے وزیر حسن میمندی یہ داستانِ سفر العشق دمشق سے غزنی لائے۔

داستان سیف الملوک کا انتہائی مختصر پس منظر کچھ اس طرح سے ہے کہ ملکِ شارستان میں ''ارم'' نام کا ایک باغ تھا جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی تھی۔ اُس ملک کے بادشاہ ''شہپال'' کی شہزادی ''بدیع الجمال'' حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ اُس کی خوبصورتی کے چرچے ہر طرف ہوتے۔ شاہِ مصر کا شہزادہ ''سیف الملوک'' اس شہزادی پر عاشق ہو کر اُس کی تلاش میں نکل پڑتا ہے۔ راستے کی تمام تر دشواریوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہوئے بالآخر ملکِ شارستان پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بادشاہ شہپال کے حوالات کے جواب دینے کے بعد شہزادی بدیع الجمال سے اُس کی ملاقات ہوتی ہے اور باغِ ارم میں دونوں کی شادی کر دی جاتی ہے۔

☆ تحفہ رسولیہ (سال تالیف - 1281ھ)

کتاب تحفہ رسولیہ کے بنیادی ماخذ معارج النبوۃ از ملا معین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مدارج النبوۃ ہیں۔ حضرت میاں محمد بخش نے اس کتاب میں معجزات کی جملہ اقسام پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ معجزات اور جادو کے فرق کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپ معجزہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

معجزہ دی تعریف سناواں جو کہندے مرد اللہ
اَلْمُعْجِزَاتُ عِبَارَۃٌ'' عَنْ اِظْہَارِ قُدْرَۃِ اللّٰہِ

تحفہ رسولیہ میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات مبارکہ کو انتہائی عقیدت وشیریں لہجہ میں بیان فرمایا ہے۔ حضرت میاں محمد صاحب نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

اے تیرے مکھ کی شمع نور دیا سورج و ماہ کو
زلف تری سے لوٹا رونق مشک سیاہ کو
آستین تری سے آتا ید بیضا ظاہر
انگشت ہلال آسا تو نے شق کیا ماہ کو
نور اللہ کا ہے لامع ترے چندر مکھ سے
بہر حق پردہ اٹھاؤ اللہ کو

کتاب کے سن تالیف کے بارے میں حضرت میاں محمد بخش یوں گویا ہیں۔

ہویا تم رسولی تحفہ روز قمر دی فجری
باراں سے آکاسی آہا سن مبارک ہجری

☆ گلزار فقر

حضرت میاں محمد بخش قادری نے اپنے اشعار میں اس کتاب کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے موضوع ومتن کے بارے میں وافر معلومات میسر نہیں ہیں۔ حضرت میاں محمد بخش اپنی کتاب ''تحفی خواص

خان''میں فرماتے ہیں۔

ہندی عشق نیرنگ نوں نظم کیتا نالے فقر والا گلزار ہے جی
نالے خواں خواص دا خوب قصہ ہویا نظم دے وچ تیار ہے جی

☆ سخی خواص خان (سال تالیف-1282ھ)

حضرت میاں محمد بخش کی یہ تصنیف شیر شاہ سوری کی کنیز خواص کے بیٹے سخی خواص خان کی داستانِ عشق وشجاعت پر مشتمل ہے۔آپ نے یہ کتاب اپنے ایک عزیز دوست سید باقر شاہ کی خاطر تحریر فرمائی۔

☆ مرزا صاحباں (سال تالیف-1288ھ)

حضرت میاں محمد بخش قادری نے یہ تصنیف ''ہیر وارث شاہ'' کی طرز پر تحریر فرمائی۔آپ نے اس کتاب میں مرزا کھرل اور صاحباں کی داستان کو روایتی انداز میں بیان فرمایا ہے۔اس قصہ کے آغاز میں پہلے حمدیہ اشعار اور پھر نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشعار میں فرماتے ہیں۔

لکھ نعت کہاں نبی پاک تائیں جھوا انبیاں دا سرتاج آیا
اوہو فخر ہے ساریاں عالماں دا جن انس جیند احتاج آیا
مختار جناب الیہ دا ہے کل خلق تے جس دا راج آیا
مُلک مَلک مَلک دا مِلک اوہدا صلوٰۃ دا جس خراج آیا

☆ ہدایت المسلمین (سال تالیف-1294ھ)

حضرت شیخ احمد ولی کشمیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''تحفۂ احمدیہ المسمیٰ نجوم الشہابیہ رجوم للوھابیہ'' جو کہ فارسی نظم اور عربی نثر پر مشتمل ہے، میں مذاہب باطلہ کے اعتراضات کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی اور اجماع امت کے مطابق دیا، بالخصوص عبدالوھاب نجدی کے عقائدِ باطلہ مؤثر رد کیا ہے۔ حضرت شیخ احمد ولی کشمیری نے حضرت میاں محمد بخش نے اس کتاب کو پنجابی زبان میں منتقل کرنے کیلئے کہا چنانچہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ ہدایت المسلمین میں فرماتے ہیں۔

احمد شیخ لیتھے کشمیروں فارسی نال عرب دے

کہن محمد دے پنجابی کر کے تکیے رب دے

کتاب ہدایت المسلمین حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اعلیٰ علمی شاہکار ہے۔ جس کی اشاعت سے آپ نے ایک تجدیدی کارنامہ سرانجام دیا اور پنجابی میں اس کتاب نے فتنۂ نجدیت کی سرزنش کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید خاص ٹھیکیدار ملک محمد کو کتاب مذکورہ کی اہمیت اور افادیت سے اس طرح مطلع فرمایا۔

ملکا جو جو شبہ وہابی پاس تیرے آ تہری

نظم میری تک اللہ بھاوے رد انہوں چا کری

☆ پنج گنج (سال تالیف-1304ھ)

اس کتاب میں پانچ سہ حرفیاں ہیں جن میں حضرت میاں محمد بخش نے تصوف کے موتی پروتے ہوئے اسے گنج گرانمایہ بنا دیا ہے۔ پانچویں سہ حرفی میں نظریہ وحدت الوجود کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

الف- الف تھیں الف ہزار ہوئے کون الف دی الف نوں پاوندائے

دل پائیکے بے بنا آیا پیا اک تھیں دو کہاوندائے

نقطے گھت کے بندیاں لا آیا عاماں واسطے روپ وٹاوندائے

اوہو یار محمدا جھنگ والا میموں منددراں پائیکے آوندائے

ف- فوق تے تحت دے تحت او تے بخت یار کیہڑا سلطان ہے جی

ہر تھاں مکان نشان ویندا جیہڑا لا مکان نشان ہے جی

ہر جون دی جان دی جان اندر پچ جان کھاں کون نہان ہے جی

ہر نقش دیوار محمدا جی جلوہ کس دا وچ جہان ہے جی

☆ چھٹی ہیر (سال تالیف-1315ھ)

اس مختصر کتاب میں حضرت میاں محمد بخش مائی ہیر کے ایک خط کا ذکر کیا ہے اور رانجھے کا ٹلہ جوگیاں میں مرید ہونے کا ذکر کیا ہے اور اس ذکر کے پسِ منظر میں حضرت میاں محمد بخش قادری فنافی الشیخ کا فلسفہ بیان کیا ہے۔

☆ تذکرۂ مقیمی (فارسی)

تذکرۂ مقیمی حضرت میاں محمد بخش قادری کی واحد فارسی تصنیفِ لطیف ہے۔ جس کا سب سے پہلے اُردو ترجمہ آپ کے مریدِ خاص ملک محمد ٹھیکیدار قادری نے ''بوستانِ قلندری'' کے نام سے کیا۔ اس بندہ کے زیرِ نظر بوستانِ قلندری کا جو نسخہ ہے وہ جہلم سے 1920ء میں شائع ہوا۔ تذکرۂ مقیمی میں خاندانِ حجروی اور خاندانِ قلندری کے بزرگوں اور خلفا کے احوال و کرامات کا تذکرہ ہے۔

تذکرۂ مقیمی (فارسی) کا جو قلمی نسخہ اس بندہ کے زیرِ نظر ہے وہ اسلام آباد میں مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان کی گنج بخش لائبریری میں قلمی نسخہ نمبر 3362 کے تحت محفوظ ہے۔ اس قلمی نسخہ کے 224 صفحات ہیں۔

مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ کئی سہ حرفیاں اور شجرہ جات بھی حضرت میاں محمد بخش قادری نے تحریر فرمائے۔

وصالِ مبارک

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت کہ ہر ذی نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ یعنی جو دارِ فانی میں آیا اُس نے اپنے مقررہ وقت پر ضرور دارالبقا کی طرف واپس جانا ہے۔ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل عرصہ خلقِ خدا کو اپنے فیض سے مستفیض فرمایا اور زنگ آلود دلوں کی آلودگی کو دور کر کے اُن کو روشن و منور فرمایا۔ اکثر اولیائے کاملین کو اپنے وقتِ وصال کا بھی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت میاں محمد بخش کو بھی اپنے وصال کا قبل از وصال معلوم تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنی ایک مختصر کتاب ''پنج گنج'' جو 1304ھ میں تالیف فرمائی اُس کی ایک سہ حرفی میں 20 سال قبل اپنے وصال کے متعلق اشارہ فرما کر مادہ تاریخ وصال کی بھی نشاندہی فرمادی تھی۔

صفت صفات دی تکیں ہوندی جیہڑی صورتاں خوب سہارے
پھر ذات دا کون بیان کرے جیہڑی اپنا آپ چھپا رہے
اس اگ دی کیا تمیز ہووے جیہڑی پتھراں وچ سما رہے
فاینما محمدا وجہ اللہ کہی رمز بجھارتاں پا رہے

آیت فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ کے حروف ابجد کی تعداد 1324 بنتی ہے اور آپ کا وصال بھی 1324ھ کو ہوا۔

حضرت میاں محمد بخش قادری کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز عصر کے بعد دیر تک اپنے وظائف میں مصروف رہا کرتے تھے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ آپ نے خادم سے پانی مانگا۔ خادم نے آگ جلا کر پانی گرم کیا۔ آپ وضو سے فارغ ہونے کے بعد آگ کے قریب تشریف لائے لیکن جسمانی کمزوری کے باعث بیٹھ نہ سکے اور آپ کو چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ ایک دن اور ایک رات حالتِ استغراق میں رہنے کے بعد مؤرخہ 22 جنوری 1907ء بمطابق 7 ذی الحجہ 1324ھ اِس دارِ فانی سے دارِ ابدی کی جانب روانہ ہوئے۔

چون بسوئے دوست رختِ سفر بست
فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ شد

درس گاہ سوال شریف کے صاحبِ علم وضیاء حضرت حافظ مطیع اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو غسل دیا اور جنازہ پڑھانے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ جنازہ کیلئے اتنی زیادہ مخلوقِ خدا جمع تھی کہ صفوں کو درست کروانے کیلئے گھوڑیاں استعمال کرنا پڑیں۔

مدفن مبارک

حضرت میاں محمد بخش قادری موسم گرما میں پنجن پہاڑ (اس مقام کو پنجن بالا اور پنجنی بھی کہتے ہیں) پر قیام فرمایا کرتے۔ آپ کو یہ مقام بہت پسند تھا۔ اس علاقے کے لوگ بھی آپ سے محبت کرتے اور روحانی فیض حاصل کرتے۔ سیف الملوک کا کچھ حصہ اس مقام پر بھی تحریر فرمایا۔ آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی اِس مقام پر اپنی قبر تیار کروادی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میرا وقت یہاں پورا ہو جائے تو مجھے اِس قبر میں ہی دفن کر دینا۔

قارئین کرام عربی میں کہتے ہیں اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کہ '' جو جس کو پسند کرتا ہے پھر وہ اُسی کے ساتھ ہوتا ہے۔'' حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی حضرت پیرا شاہ غازی قلندر کا ذکر بلند کرتے رہے، انہی کی بارگاہ میں حاضر رہے، انہی سے محبت کی اور انہی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ تو پھر کس طرح یہ ہوسکتا تھا کہ آپ کا ظاہری مدفن بھی کسی اور مقام پر بنتا، خود حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے ایک شعر میں اس لطیف نقطہ کی طرف اس طرح اشارہ فرما دیا تھا کہ

قبر میری جے پنجنی ہوندی خلقت گلاں کردی
ڈاڈے دے ہتھ ڈور محمد جند نمانی ڈر دی

حضرت میاں محمد بخش قادری کی آخری آرام گاہ حضرت پیرا شاہ غازی المعروف دمڑی والی سرکار کے دامنِ اقدس میں بنی۔ اس مقامِ مبارک کی قدیم وجدید تصاویر کتاب ہذا کے حصۂ تصاویر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

پنجن پہاڑ کی اُس قبرِ مبارک میں آپ کے وصال کے بعد آپ کے چند تبرکاتِ مقدسہ (ایک عدد گودڑی، ایک عدد عصا اور ایک عدد دانت مبارک) دفن کر دیئے گئے۔ بحمد اللہ پنجن پہاڑ کے اِس مقامِ مقدس پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہاں پر وہ مقام اور درخت اب تک موجود ہے جس کے سائے میں آپ مصروفِ عبادت رہا کرتے اور جس قبر میں آپ کے تبرکات مبارکہ دفن کئے گئے اُس مقام کی بھی زیارت کی جا سکتی ہے۔ یہ مقام بیٹھک حضرت میاں محمد بخش، پنجن بالا کے نام سے مشہور ہے، اس مقام تک گاڑی میں پہنچا جا سکتا ہے۔ پیر گلی - چڑھوئی روڈ پر چڑھوئی سے چار یا پانچ کلومیٹر پہلے بازار میں دائیں جانب ایک سڑک نکلتی ہے جس کے بعد ایک چیک پوسٹ آتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ پہاڑی علاقہ شروع ہو جاتا ہے جس کی چوٹی پر یہ مقام واقع ہے۔ اگر ممکن ہو تو اِس بابرکت مقام پر حاضری کا شرف حاصل کریں۔

حضرت میاں محمد بخش قادری کے اس بابرکت تذکرہ جو صرف آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری لگوانے کی غرض سے کیا گیا اُس کے اختتام پر دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان قدسی نفوس کے فیوضات وبرکات سے مستفیض فرمائے۔

مناجات بحضور غوث الثقلین محبوب سبحانی
سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کجائی شاہ محی الدین کجائی
چرا درکارِ مشکل من نیائی

ایا محبوبِ ذاتِ کبریائی
تو نورِ عینِ احمدؐ مجتبائی

شہا از جورِ دوران بس نزارم
اسیرِ غم پریشانِ روزگارم

کجائی شاہ محی الدین کجائی
چرا درکارِ مشکل من نیائی

مرا عمرے شدہ در آرزوئیت
کہ سازم سُرمہ چشم خاکِ کوئیت

ز ہجرت ہمچناں ماہی بے آبم
چرا فارغ تو از حالات مائی

کجائی شاہ محی الدین کجائی
چرا درکار مشکل من نیائی

بطوفان حوادث گشتہ غرقم
گذشتہ موجِ غم با روزِ فرقم

ببین حالم کہ جان برلب رسیدہ
تو از آزارِ ما فارغ چرائی

کجائی شاہ محی الدین کجائی
چرا درکارِ مشکل من نیائی

توئی مرہم علاجِ درد مندان
توئی مفتاح قفلِ اہلِ بندان

توئی فریاد رس ہر مستمندان
بگوشت چون نے آیند ندائی

کجائی شاہ محی الدین کجائی
چرا درکارِ مشکل من نیائی

محمد ملتجی از پا فتادہ
جناب عالی چنین دارم ارادہ

کزو گردد ہمہ کارم کشادہ
بحق یسین اجب ہذا دعائی

کجائی شاہ محی الدین کجائی
چرا درکارِ مشکل من نیائی

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

منقبت بحضور غوث الثقلین محبوب سبحانی
سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیر پیران میرِ میران شاہ شاہان بے نظیر
عالمِ لوح و قلم افتادگان را دستگیر
سید و مالک رقاب و شہنشاہِ اولیاء
داغ مہر او ضیائے داد چون بدر منیر
مردہ دل را زندہ ساز و زندہ را پائندہ
شاہ عبدالقادر در آمد نامِ آن مردِ کبیر
حور با زلفینِ خود رو بدرہ آن نازنین
دست بستہ چون نظرِ صد اولیاء پیشِ سریر
مالک ملکِ ولایت قطب اقطابِ جہان
شاہِ محبوبانِ عالم عالمِ علمِ ضمیر
سایہ گستر بر مریدان لا تخف فرمان داد
دستگیرِ بیکسان و حامئے در داد گیر
کشتئے غرقاب را آرد سلامت برکران
اے محمد غم مخور چو ہست محی الدین پیر

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

تذکرہ
حضرت پیر پیرا شاہ غازی قلندر
المعروف دمڑی والی سرکار
رحمۃ اللہ علیہ
میرپور (آزاد کشمیر)

مزارِ مبارک حضرت پیر پیرا شاہ غازی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

قدیم ترین تصویر

حضرت پیر پیرا شاہ غازی قلندر دمڑی والا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت دمڑی والا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و مناقب حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فارسی تصنیف ''تذکرۂ مقیمی'' میں تفصیل سے ذکر کیے ہیں۔ برکت حاصل کرنے کیلئے اُن میں سے چند مناقب کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حضرت میاں محمد بخش قادری حضرت دمڑی والا سرکار کے ذکرِ خیر کی ابتداء اِس شعر سے فرماتے ہیں۔

پیر میرا اوہ دمڑی والا پیرا شاہ قلندر
ہر مشکل وچ مدد کردا دوہاں جہاناں اندر

حضرت پیر پیرا شاہ غازی قلندر کا سلسلۂ طریقت حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس طرح ملتا ہے۔

﴿میگویند کہ ایشان مرید حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اند﴾ ''کہا جاتا ہے کہ حضرت غازی قلندر کو حضرت خضر علیہ السلام سے بھی بیعت کا شرف حاصل تھا''۔ حضرت میاں محمد بخش فرماتے ہیں

کہ ﴿از بزرگان شنیدہ ام کہ اول حال پیشہ تجارت داشتند و مال بسیار ودو حرم مطہر داشتند از یکی دو فرزند نرینہ واز دیگر ہیچ وآن﴾ ''بزرگوں سے سنا ہے کہ ابتدائی ایام میں حضرت دمڑی والا سرکار تجارت کیا کرتے تھے، مال کی فراوانی تھی، آپ کی دو حرمِ مطہر تھیں۔ ایک سے دو فرزند تھے اور ایک سے کوئی اولاد نہ تھی''۔ یہ مائی صاحبہ پاک دامنی اور حسن و جمال کا پیکر تھیں اور حضرت دمڑی والا کو اِن سے انتہا درجہ کی محبت تھی۔

ایک روز آپ کنارے دریا تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف تھے، اچانک اطلاع ملی کہ کسی نے مائی صاحبہ کو زہر دے دیا ہے اور وہ ہلاک ہوگئی ہیں۔ اس ناگہانی خبر سے نڈھال ہوئے، فوراً مع قرآن پاک دریا میں چھلانگ لگا دی اور پانی میں غائب ہو گئے۔ متعلقین اور مریدین نے آپ کو بڑا تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ چل سکا اور وہ سب حسرت و یاس سے واپس گھروں کو لوٹے۔

حضرت میاں محمد بخش فرماتے ہیں کہ ﴿گویند کہ مدتِ دوازدہ سال بمعہ قرآن مجید درآن آب ماندند و بعد ازاں بمعہ قرآن مجید بیرون آمدند﴾ ''آپ بارہ سال تک بمعہ قرآن مجید اُس پانی میں رہے اور پھر اُسی مقام سے معہ قرآن مجید آپ پانی سے باہر تشریف لائے''۔ ﴿گویند کہ آن دوازدہ سال در صحبتِ حضرت خضر علیہ السلام وحضرت الیاس علیہ السلام بودند﴾ ''کہا جاتا ہے کہ آپ نے یہ بارہ سال حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کی صحبت میں گزارے اور اُن سے فیض حاصل کیا''۔ اسی واقعہ کے سبب آپ کا حضرت خضر علیہ السلام سے تعلقِ مریدی بتایا جاتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت دمڑی والا سرکار خلوت نشینی اور مجاہدات و ریاضات میں مصروف رہنے لگے اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو گئے۔ جوشِ قلب اور وجد کی حالت میں جب اِسم ذاتِ باری زبان سے جاری ہوتا تو اُس وقت سر اور بدن کے بال مبارک کھڑے ہو جاتے۔

﴿گویند در راہ او ایشان مردے ہمراہ شد چون چند گام رفتند دریا پیش آمد و کشتی درآنجا نبود﴾ ''بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ سفر میں تھے ایک مرد مسافر بھی آپ کے ساتھ ہو گیا۔ ابھی آپ چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ سامنے دریا آ گیا، اُس وقت کشتی موجود نہ تھی''۔ ﴿وخود اللہ گویان دردریا روانہ شدند وآن مرد را گفتند کہ تو پیرا پیرا گویان﴾ ''خود اللہ اللہ کر کے دریا میں چل پڑے اور اُس ہمراہی کو فرمایا

کہ تو میرا نام پیرا پیرا لے"۔ اُس شخص نے ایسا ہی کیا، اُس کی پنڈلیوں تک پانی رہا جب کنارہ کے قریب پہنچے ﴿ آن مرد ہم نام اللہ تعالیٰ جلہ جلالہ برزبان رانند، در آن حال اورا آب دریا تا بگردن رسید وخوف غرق پدید آمد ﴾ "تو اُس شخص نے بھی اللہ جل جلالہ کا نام لینا شروع کر دیا۔ اب دریا کا پانی اُس کی گردن تک پہنچ گیا اور غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہوا"۔ ﴿ فریاد برداشت کہ الامداد والامداد ﴾ "تو اُس نے فریاد شروع کر دی مدد کرو، مدد کرو"۔ ﴿ فریادش امید روئی مبارک باز نمودہ ﴾ "حضرت دمڑی والا سرکار نے مڑ کر دیکھا" ﴿ فرمودند ﴾ "ارشاد فرمایا" ابھی میرا نام بھی تجھ کو نہیں لینا آتا تو خدا کا نام کیسے لے سکتا ہے۔

نامِ من گفتن نمیدانی ھنوز

نامِ ایزد را بباید درد و سوز

﴿ چون نام ایشان باز برزبان راند آبش زیر شد وسلامت بکنار رسید ﴾ "اور جب اُس نے حضرت دمڑی والی سرکار کا نام لینا شروع کیا تو پانی نیچے اُتر گیا اور وہ سلامتی سے کنارے پہنچ گیا"۔

حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیرا شاہ غازی قلندر موضع بیلہ مناور میں سات سال تک خلوت نشین رہے۔ وہاں سے نوشہرہ کی جانب روانہ ہوئے اُس وقت حضرت حاجی نوشاہ گنج بخش کے خلیفہ حضرت پیر محمد سچیار بقیدِ حیات تھے۔ اپنے کشف سے حضرت دمڑی والا کی تشریف آوری کی خبر پا کر استقبال کو نکلے اور نہایت تعظیم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ لیکن دل میں خیال گزرا کہ شاید یہ مرد بھی کسی باطنی عقدہ کے حل کیلئے ہماری طرف آیا ہے۔ حضرت غازی قلندر اپنے نورِ باطن سے اس خیال پر مطلع ہوئے تو آپ سے فرمایا کہ صرف ہمنامی کی وجہ سے ملاقات کو آیا ہوں ورنہ روزِ قیامت دیکھ لینا کہ اس سر پا برہنہ کی چوٹی تم سے تین انگشت بلند و بالا ہوگی۔ یہ ارشاد مبارک سن کر حضرت پیر سچیار نے معذرت طلب کی۔

میر پور شہر کا ایک درزی حضرت غازی قلندر کا بہت زیادہ عقیدت مند اور محب تھا۔ ہمیشہ عید کے کپڑے تیار کر کے حضرت کی خدمت میں پیش کرتا۔ ایک سال عید کے موقع پر وہ دہلی میں تھا لیکن اپنے معمول کے مطابق وہ حضرت کے کپڑے تیار کر کے اپنی بیوی کے سپرد کر آیا تھا کہ وہ اُن کو عید کے موقع پر حضرت کی خدمت میں پیش کرے۔ بروزِ عید وہ درزی دہلی کی عید گاہ میں نمازِ عید کی ادائیگی کیلئے

گیا، دیکھا کہ حضرت دمڑی والا سرکار بھی وہاں موجود ہیں۔ بعد فراغتِ نماز اُس درزی نے آپ کی قدم بوسی کی اور کچھ خدمت کرنا چاہی لیکن آپ اُسی وقت اُس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ وہ درزی جب اپنے کام سے فراغت کے بعد واپس اپنے شہر پہنچا تو اُس نے اپنی بیوی سے کہا کہ حضرت کے جو کپڑے میں تمہیں تیار کر کے اُن کے حوالے کرنے کیلئے دے گیا تھا وہ مجھے دو تا کہ میں اُن کی خدمت میں پیش کروں۔ جس پر عورت نے جواب دیا کہ وہ پارچات تو میں نے بروزِ عید حضرت کی خدمت میں پیش کر دیئے تھے۔ ﴿آن مرد گفت کہ من ایشاں را در آن روز شہر دہلی دیدہ ام﴾ "اُس شخص نے کہا کہ میں نے دہلی میں عید کے دن حضرت کی زیارت کی ہے" تو نے شاید وہ لباس کسی اور کو دے دیا ہے اور اس بات پر ان دونوں میاں بیوی میں تکرار شروع ہو گئی کہ اچانک حضرت غازی قلندر تشریف لے آئے اور دونوں کے مؤقف کو درست قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ﴿این چنین کارہائے دشوار نیست﴾ "اس قسم کے واقعات کا رونما ہونا کوئی مشکل کام نہیں"۔

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ دولو محمد سعید (فرزندِ ارجمند حضرت حاجی نوشاہ گنج بخش) اپنے احباب کے ہمراہ اِس علاقہ میں تشریف لائے۔ ﴿پرسیدند کہ آیا در ملک شما کامل ہست کہ ما زیارتِ آن کردہ برویم﴾ "اور پوچھا کہ یہاں کوئی صاحب کمال اہلِ باطن شخصیت ہیں کہ جن کی زیارت کو میں جاؤں" ﴿گفتند بلی! او بجانب دمڑی والا صاحب اشارہ نمودہ﴾ "کہا گیا کہ ہاں! اور حضرت دمڑی والا سرکار کی طرف اشارہ کیا"۔ آپ خلوص اور ادب سے پیادہ چل کر نہایت تنظیم سے دست بستہ حضرت دمڑی والا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت دمڑی والا کو آپ کا یہ عجز وانکسار بہت پسند آیا۔ ﴿بجوش فرمودند کہ ای سعید چہ خواہی بگو﴾ "فرطِ جوش میں آ کر فرمایا اے سعید تو کیا چاہتا ہے" ﴿صاحبزادہ عرض کرد حضرت شوق و ما فوق﴾ "صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا کہ شوق اور اُس سے اوپر"۔ حضرت دمڑی والا سرکار نے اِس مختصر عرض پر خوش ہو کر فرمایا ﴿کہ ای سعید نام شوق بر زبان راندی و زبانت نسوخت﴾ "کہ اے سعید شوق کا نام تیری زبان پر آیا اور تیری زبان کیوں نہ جل گئی" دیکھ! پیرانے دریائے شوق میں غوطہ زنی کی اور اُس کا سیلاب سر سے گزر گیا۔ اسرار و رموز سے لبریز یہ کلام سنتے ہی حضرت صاحبزادہ صاحب کی

حالت میں تبدیلی آ گئی اور دنیا و مافیہا سے کنارہ کش ہو کر یادِ حق میں مشغول ہو گئے۔

ایک دفعہ سردیوں کے موسم میں ایک زمیندار کو فرمایا کہ خربوزہ لاؤ اُس نے عرض کیا حضرت اس موسم میں خربوزہ کہاں سے؟ جواب میں فرمایا کہ جاؤ کسی زمین میں تلاش کرو۔ وہ زمیندار بموُ جب ارشاد کھیتوں میں چکر لگانے لگا دیکھا کہ ایک زمین میں نہایت خوبصورت خوشبودار خربوزے کثرت سے موجود ہیں اور جس قدر وہ اٹھا کر لا سکتا تھا لے آیا اور حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔

حضرت پیر پیرا شاہ غازی قلندر کو دمڑی والا پیر یا دمڑی والی سرکار کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور آپ اسی لقب سے ہی معروف و مشہور ہوئے۔ حضرت میاں محمد بخش قادری اِس متعلق تذکرہ مقیمی میں اِس طرح ارشاد فرماتے ہیں ﴿ گویند بحضور حضرت محبوب سبحانی شیرِ یزدانی حاضر بودند از ان جناب خطاب آمد کہ یا فقیر! از ما صد ہزار ٹکہ وظیفہ ہر روز تا قیامِ قیامت بستان کہ خلق دنیا نذر و نیاز تو خواھند نمودہ ﴾ ’’کہا جاتا ہے کہ حضرت پیرا شاہ غازی روحانی طور پر بارگاہِ حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر تھے، جناب غوث پاک کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے فقیر! ہماری طرف سے تمہارے لئے تا قیام قیامت ہر روز ایک لاکھ ٹکہ وظیفہ عطا کیا جاتا ہے کہ خلقِ خدا نذر و نیاز مان کر اپنی حاجات کے حل کیلئے درخواست کرے۔ حضرت دمڑی والا سرکار نے جواب میں عرض کیا اے غریب نواز! اتنی بڑی رقم سے اِس فقیر کو کیا کام ہے کہ جس سے میرے خلفاء اور مرید عیش پرست ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام سے غافل ہو جائیں۔ اِسے کم فرمائیں، دوبارہ ارشادِ مبارک ہوا کہ اِس کو کم کر کے سوا لاکھ دمڑی کیا جاتا ہے اور خلقِ خدا سوا لاکھ دمڑی کی نذر و نیاز مان کر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حلِ حاجات کیلئے درخواست کریں گے۔

حضرت پیر پیرا شاہ غازی کی نشعت گاہوں میں سب سے اہم اور مقبول نشست گاہ (بیٹھک) میر پور شہر سے جانب شمال موضع ملوٹ سے متصل پہاڑ کی چوٹی پر ہے۔ اِس مبارک مقام پر آپ نے ایک طویل عرصہ قیام فرما کر ریاضت و مجاہدہ فرماتے ہوئے روحانی مدارج کی انتہا کو پہنچے۔ اسی وجہ سے آپ کو اس مقام سے خاص تعلق تھا۔ اِس مقامِ مقدس کے بارے میں آپ کا ارشادِ گرامی ﴿ کہ ہر کہ بر آن سنگِ ملوٹ رفتہ فریاد پیشِ من کند بشنوم ﴾ ’’کہ جو کوئی اس مقام پر آ کر مجھ سے فریاد کرے گا

میں اُس کی فریاد کو سنوں گا''۔ بحمد اللہ! اِس مقدس مقام پر حاضری کا شرف نصیب ہوا، تصاویر بنائیں جو کتاب کے حصہ تصاویر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

وصالِ مبارک

حضرت دمڑی والا سرکار ایک مرتبہ علاقہ روہتاس میں موضع ''بوڑہ جنگل'' اور ''ملدی'' کے قریب قیام پذیر تھے رات کے وقت با آواز بلند پکارا کہ ''مارو مارو مت جانے دو'' چوروں کا ایک قافلہ جو کسی طرف سے آ رہا تھا آپ کی آواز سُن کر ایک طرف سے آپ پر حملہ آور ہوا اور آپ کے جسدِ اطہر کو مجروح کیا۔ علاج معالجہ شروع ہوا جو کارگر ثابت نہ ہوا کیونکہ شوقِ الٰہی محبوبِ ازلی کا غلبہ تھا۔ آپ کے خلیفہ مبارک حضرت میاں دین محمد نے عرض پیش کی کہ اگر اجازت ہو تو آپ کو چک ٹھاکرا لے جایا جائے جس پر حضرت دمڑی والا سرکار نے ارشاد فرمایا ﴿ کہ ہر جا کہ خواہی مارا ببرد کہ ولیعہد ما وقائم مقام توئی ﴾ ''کہ تم جہاں چاہو مجھے لے جاؤ کیونکہ آپ ہی میرے ولی عہد اور میرے قائم مقام ہو'' لیکن ''اگر موضع ''بوڑہ جنگل'' میں ہمارا مزار رکھو گے تو شاہانِ دہلی اور کابل تمہارے سلام کو حاضر ہوں گے اور پلاؤ کلیہ کھاؤ گے اور زری باولا ہنڈاؤ گے، جرعہ باز اڑاؤ گے اور چک ٹھاکرا رکھو گے تو دال روٹی کھاؤ گے کدی مہمان رجاؤ گے کدی نہ رجاؤ گے''۔

خلیفہ حضرت بابا دین محمد جو نہایت زاہد، عابد اور تارک الدنیا فقیر تھے اور دنیاوی مال و اسباب اور جاہ و جلال کی آپ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہ تھی اِس لئے سرکار دمڑی والا کو بحالتِ حیات ہی پالکی میں اُٹھا کر چک ٹھاکرا لے آئے جہاں پر چند روز بقیدِ حیات رہنے کے بعد شعبان 1155ھ اِس دارِ فانی کو الوداع کہا۔

قابلِ مقبول یزدان مظہرِ جودِ الہ
قبلۂ حاجاتِ عالم بارگاہِ پیرا شاہ

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار دمڑی والا سے انتہا درجہ عشق و محبت و عقیدت تھی۔ جس کی جھلک آپ کی تمام تصانیف میں بدرجۂ اتم نظر آتی ہے۔ آپ نے اپنی تصانیف میں حمد و نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سرکار بغداد کی مدح سرائی کے بعد جا بجا حضرت دمڑی

والی سرکار کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ کتاب ''سیف الملوک'' میں حضرت پیرا شاہ غازی کی یاد میں اِس طرح مدح سرا ہیں۔

بادشہاں دا پیر کہاوے پیراں شاہ کر جاتا
پیرا شاہ قلندر غازی نت سوا لکھ داتا
پیر میرے دی دھم چوفیرے آون ولی سلامی
چمن خاک کریندے خدمت دعوئ رکھ غلامی
سدا، محمدؔ بخش نماناں ہلیا کرم فضل دا
تکیہ پر ناں محض تساڈا نہ کج رلا عمل دا

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت دمڑی والا سرکار کے فیوضات و برکات سے ہم سب کو مستفیض فرمائے۔ آمین!

قارئین کرام! ضلع میرپور میں کھڑی شریف میں حاضری کے علاوہ جن دوسرے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا وہ درج ذیل ہیں اور اُن مزاراتِ مبارکہ کی تصاویر بھی شاملِ کتاب ہیں۔

- ☆ گنوئی شریف میں حضرت سید شہاب الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ چکسواری میں حضرت ٹاہلی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ ڈھانگری شریف میں حضرت خواجہ پیر حافظ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ منگلا ڈیم کے دامن میں حضرت سید لال بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

اِن مذکورہ بالا شخصیات کے بارے میں معلومات میسر نہ ہونے کے سبب اِن کا تذکرہ کرنے سے معذرت خواہ ہیں۔

حصۂ تصاویر
بلیک اینڈ وائٹ تصاویر
ازصفحہ 49 تا 64
رنگین تصاویر
ازصفحہ 65 تا 80

کھڑی شریف ۞ میر پور ۞
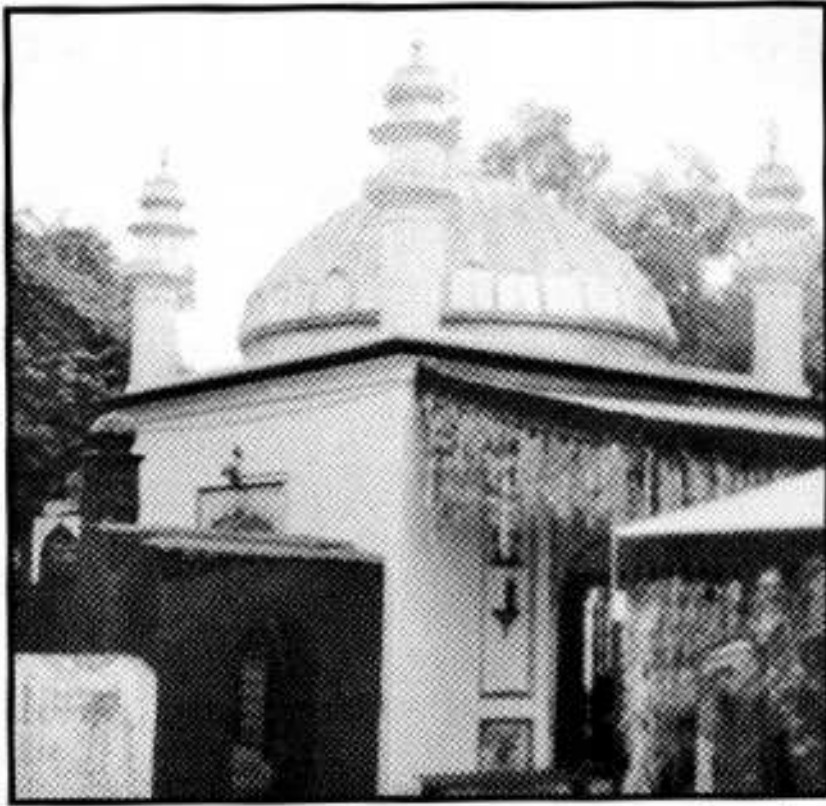
بیرونی واندرونی منظر مزار مبارک حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ (قدیم منظر)
(م 1324ہجری)

پلیر شریف ۞ ڈڈیال ۞

مزارِ مبارک حضرت سائیں غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (م 1274ھ)
(مُرشدِ کریم حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ)

مرد بھلیرا مُرشد میرا شاہ غلام محمد
اہل شریعت اہل طریقت وانگ امام محمد

محرم حال حقیقت کولوں واقف سی عرفانوں
پُر تقصیراں نُوں تاثیراں ہوون اُوس زبانوں

تن من اندر راہِ حقانی اندر دین پیغمبر
سالک صُوفی نالے زاہد نالے مست قلندر
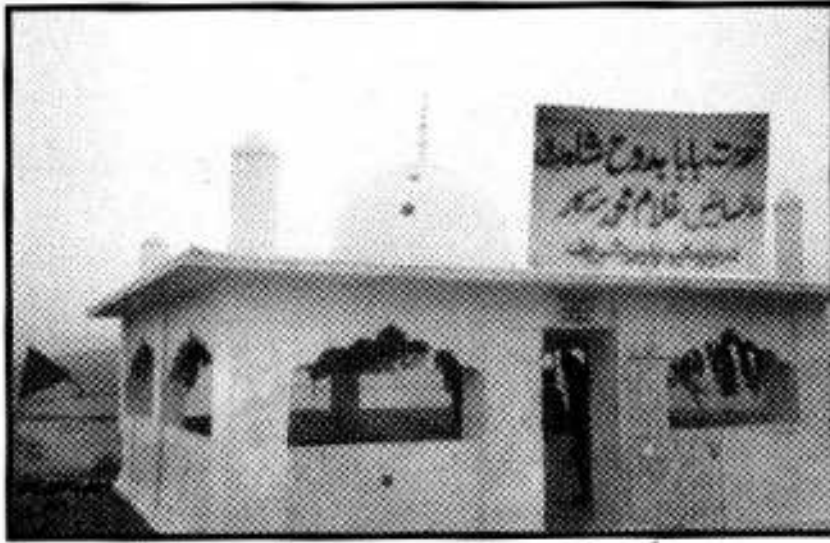
مزارِ مبارک حضرت بابا بدوح شاہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ
(دادا مرشد حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ)

دادا پیر میرا بدوح شاہ غازی، جس ویکھیا سو خوش فال آیا
فیض بخش جہان دا بھلیاں نوں، ہر دل سی راہ وکھال آیا

مزارِ مبارک حضرت میاں حاجی بگا شیر رحمۃ اللہ علیہ (م 1200ھ)
(پرداد امُرشد حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ)

ہنجوں وہن تالے، پیریں پے چھالے، بیلے کئے بھالے، ملیا یار نائیں
ملیا شیر بگا، جس دا تیر لگا، جس دے باجھ محمدا، سار نائیں

کھڑی شریف ◈ میر پور

بیرونی واندرونی منظر مزارِ پُر انوار حضرت پیرا شاہ غازی قلندر المعروف دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ
(قدیم تصویر) (م1155 ہجری)

(مرشد معنوی و روحانی حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ)

پیر میرا اوہ دمڑی والا پیرا شاہ قلندر
ہر مُشکل وِچ مدد کریندا دوہاں جہاناں اندر

کھڑی شریف ۞ میر پور ۞
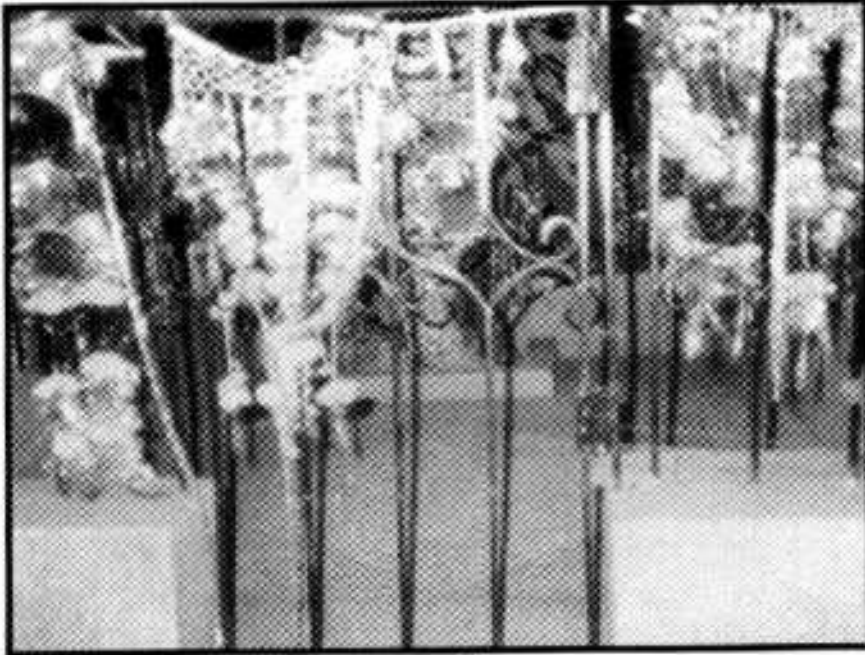
نشست گاہ حضرت پیرا شاہ غازی قلندر رحمۃ اللہ علیہ (قدیم و نایاب منظر)

ملوٹ شریف ۞ میر پور ۞

ملوٹ پہاڑی کے اوپر حضرت پیرا شاہ غازی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی نشست گاہ

(آپ کا اس مقام کے بارے میں ارشاد ہے کہ جو کوئی بوقتِ مشکل اس مقام پر فریاد کرے گا ہم اس کی فریاد سنیں گے)

کھڑی شریف ۞ میر پور ۞

خلیفہ وسجادہ نشین اول دربار حضرت پیرا شاہ غازی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا دین محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیرا شاہ غازی دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ مبارک ہے،

وارث دمڑی ومُصلائے مَن دین محمد است کہ میری دمڑی اور مُصلے کا وارث دین محمد ہے

بیرونی واندرونی منظر مزار مبارک حضرت میاں شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ (م1264ھ)
والدِ گرامی حضرت میاں محمد بخش قادری وسجادہ نشین حضرت پیرا شاہ غازی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

شمس دین واہی ساڈا باپ تخی، بھری نور دی جہدی مزار ہے جی
بہاول بخش سائیں میںوں وڈا بھائی، اج سر جیندے دستار ہے جی

مزار مبارک
حضرت میاں بہاول بخش رحمۃ اللہ علیہ
(م1298ھ)
برادر بزرگ
حضرت میاں محمد بخش قادری
وسجادہ نشین دربار
حضرت پیرا شاہ غازی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

مزارِ مبارک
حضرت میاں علی بخش رحمۃ اللہ علیہ
برادرِ خُورد
میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ
سموال شریف کی درسگاہ کے
بزرگوں اور اپنے اساتذہ
کا اس طرح تذکرۂ خیر
فرماتے ہیں

مُرشد میرے ربنا دیویں شوق زیادہ
بخشش پاون پیشوا ماپے تے اُستاد
نور محمد علی جی حافظ ناصر الدین
بخششیں سن اولاد بھی دوست نال یقین
خاص غلام حسین بھی نور حسین آمین
ایمان عزت آخرت نالے اوپر زمین

حضرت حافظ نور محمد
المعروف حافظ نور ولی
رحمۃ اللہ علیہ
کا شمار
حضرت میاں محمد بخش قادری
رحمۃ اللہ علیہ
کے اساتذہ میں ہوتا ہے
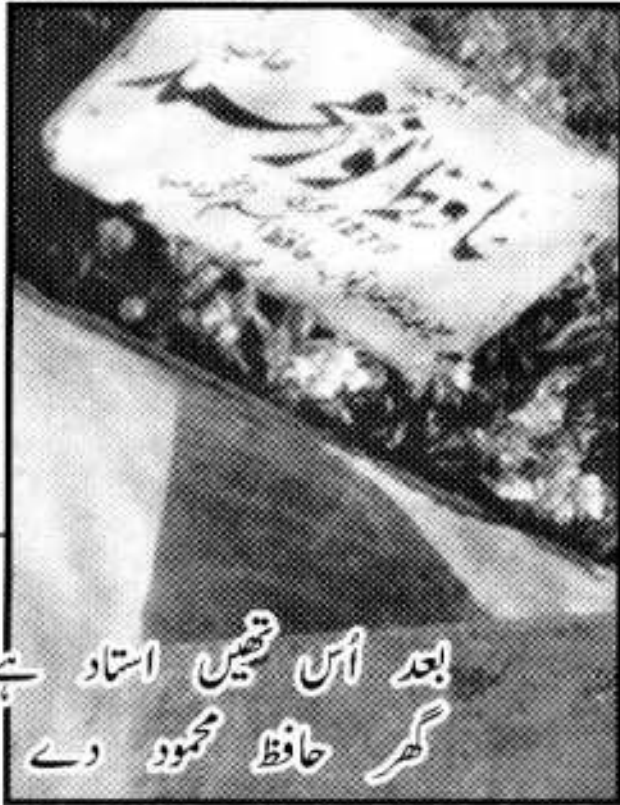
بعد اُس تھیں استاد ہے حافظ نُور ولی
گھر حافظ محمود دے روشن شمع جلی
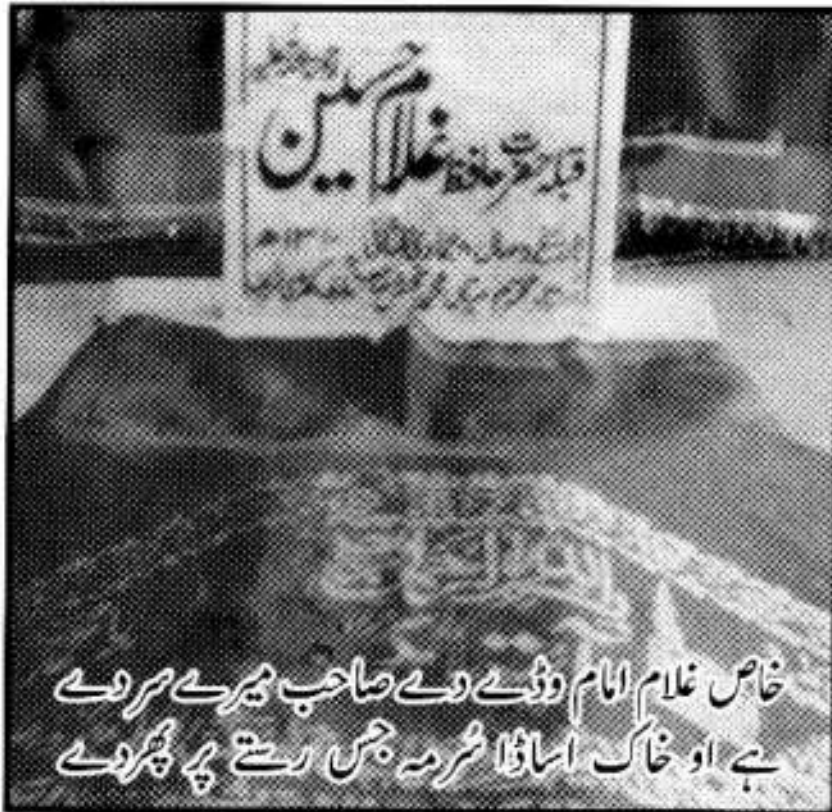
قبلہ حضرت حافظ غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ (م1310ھ)
کا شمار حضرت محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔
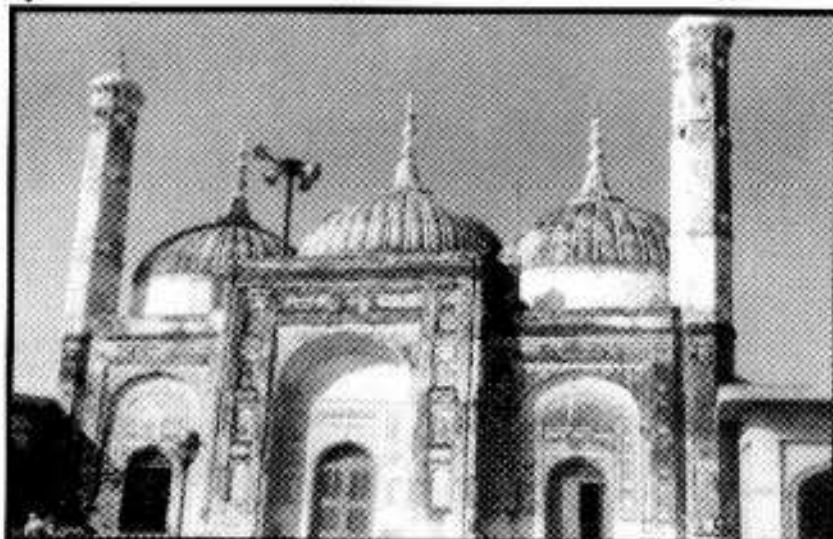
بارہویں صدی ہجری کے وسط میں سموال میں قائم ہونے والی عظیم تاریخی مسجد و درسگاہ
(حضرت میاں محمد بخش قادری نے اسی درسگاہ سے علم شریعت حاصل کیا)

سموال شریف ﴿ چک ٹھاکرا ﴾

مزار مبارک
حضرت حافظ مطیع اللہ رحمۃ اللہ علیہ
(م 1353ھ)
(آپ نے ہی
حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ
کو غسل دیا اور نماز جنازہ
کی امامت کا شرف حاصل ہوا)

جامع مسجد سموال شریف
کا مرکزی دروازہ

حُجرہ تبرکات حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ
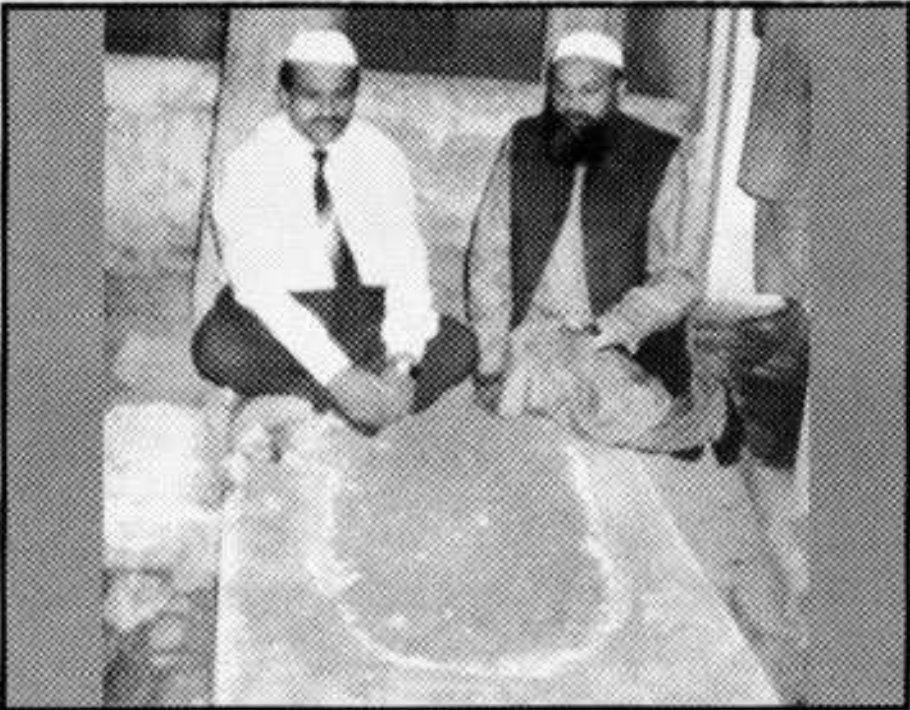
حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ اس عظیم پتھر پر مصروف عبادت رہا کرتے

بیٹھک مبارک حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

(یہ مقام کالا ڈب کے بعد تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر دائیں جانب واقع ہے)

کوہِ پنجن پر نشست گاہ و مقامِ عبادت
حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ
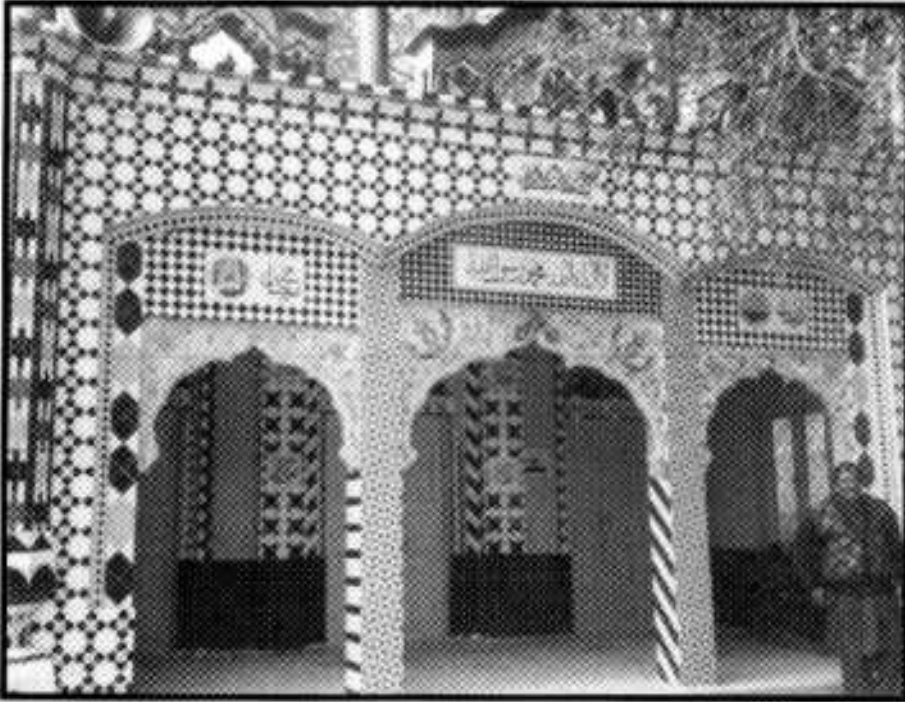
کوہِ پنجنی میں بیٹھک حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسجد مبارک
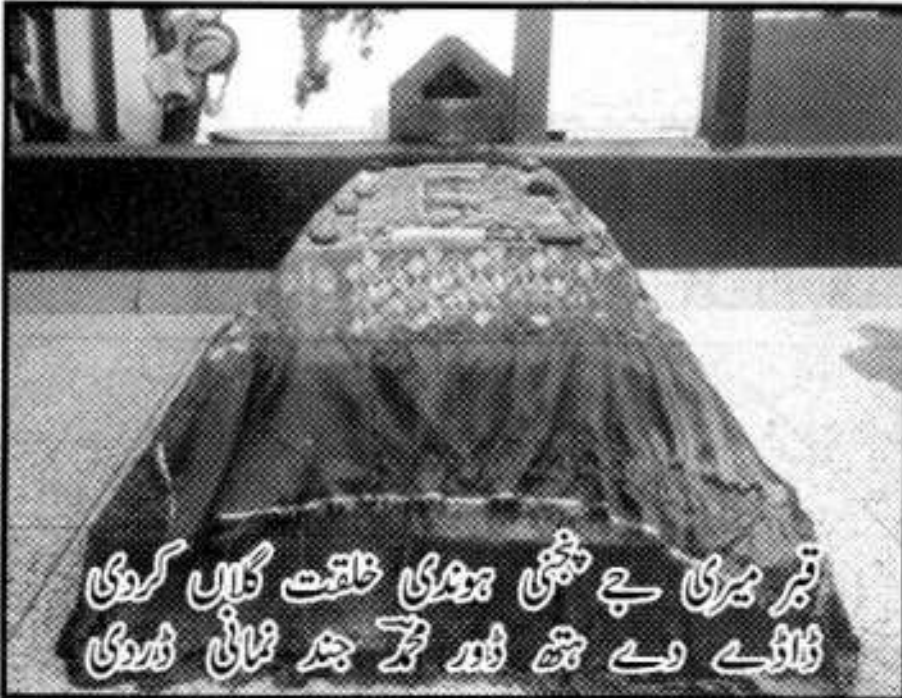
حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کے چند تبرکاتِ مبارکہ
(گودڑی مبارک، عصا شریف اور ایک دانت مبارک) اس قبر مبارک میں دفن ہیں

کھڑی شریف میں مزارِ مبارک حضرت پیرا شاہ غازی قلندر المعروف دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

در تیرے تے آن کھلوتا غازی مرد فقیرا
وِچ خزانے تھوڑ نہ تینوں دمڑی والیا پیرا

کھڑی شریف میں مزارِ مبارک حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

قدیم منظر

آل اولاد تیری دا منگتا میں کنگال زیانی
پاؤ خیر محمد تائیں صدقہ شاہِ جیلانی
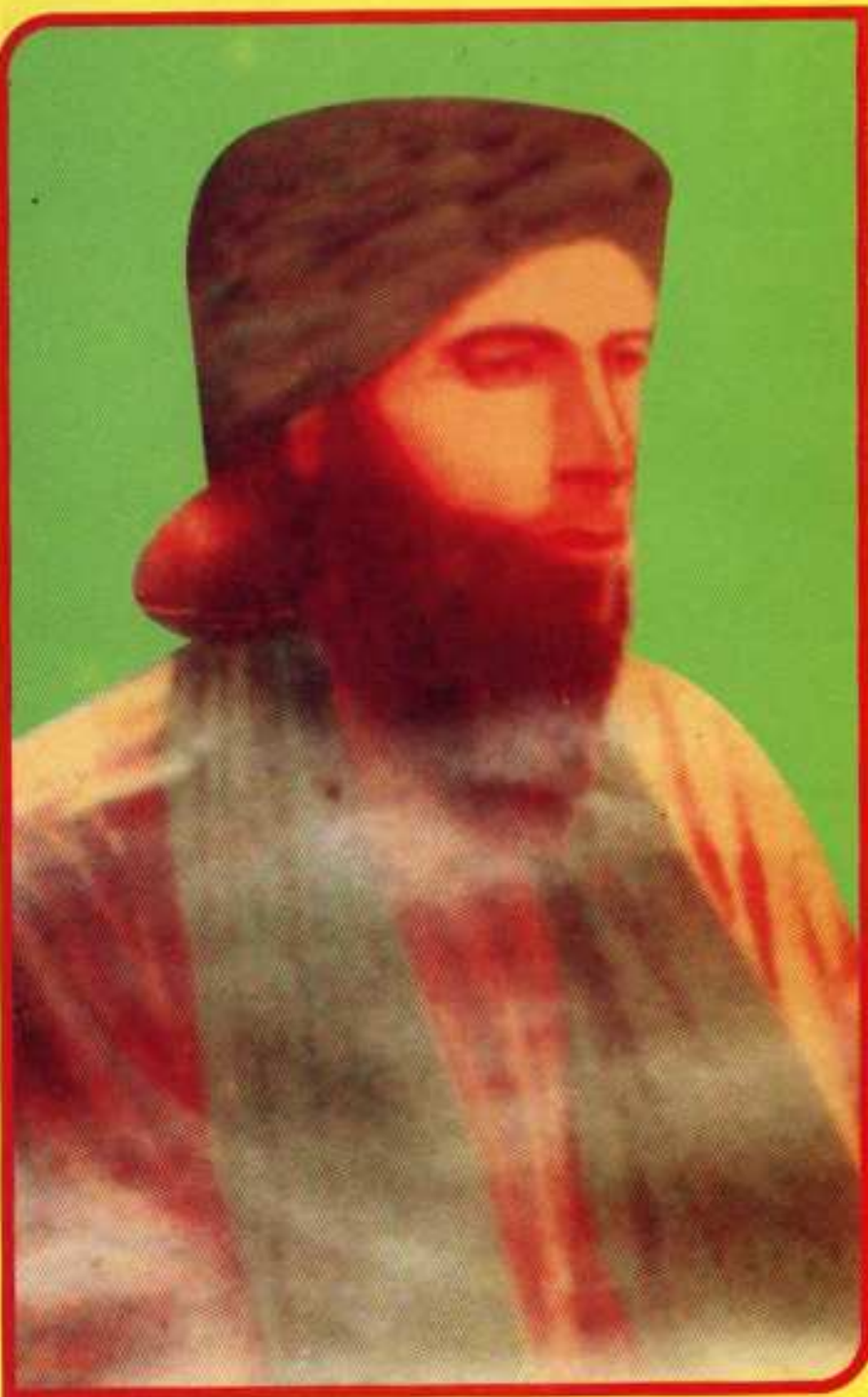
دلبر مکھ وکھاندا نائیں داغ میرا کس دھوناں
ساجن دا در چھوڑ محمد کیں در جاں کھلونا

گنوئی شریف (چکسواری) میں
حضرت سید شہاب الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

چکسواری میں ٹاہلی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

ڈھانگری شریف میں حضرت خواجہ پیر حافظ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

منگلا ڈیم کے دامن میں حضرت سید لعل بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

مزارِ پُر انوار حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت سید عنایت شاہ ولی الکاظمی رحمۃ اللہ علیہ

مزارِ پُر انوار حضرت سید شاہ میر گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

دریائے نیلم کے کنارے مزارِ مبارک حضرت شاہ سلطان رحمۃ اللہ علیہ

امبور میں پیر سید جمعہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک کا بیرونی منظر

سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک درخشندہ ستارے
حضرت خواجہ میاں نظام الدین کیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دربارِ گوہر بار

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت میاں محمد طواسین رحمۃ اللہ علیہ

دھیرکوٹ میں حضرت سائیں علی بہادر رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

کھیالہ میں حضرت بابا مور خان رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

ہاڑی گہل میں حضرت پیر صبح خان رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

ڈھلی میں حضرت سائیں حسو بابا رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

گوگڈار شریف (حویلی) میں حضرت سید محمد شاہ گیلانی شہید کا مزارِ مبارک

اولیائے راولا کوٹ

پانیولہ میں حضرت پیر سید جنید شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

سرچھ شریف میں پیر سید رستم علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

پاک گلی کے قریب حضرت سائیں کالا رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

نیریاں شریف میں حضرت غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
کے مزارِ مبارک کا بیرونی منظر

قلعاں میں حضرت پیر بھولے بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

اولیائے پلندری

بلوچ میں حضرت سائیں مست بادشاہ منجاڑی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

اولیائے کوٹلی

حضرت بابا شیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمال بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزاراتِ مبارکہ

موہڑہ نکیال میں حضرت سائیں کملا بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک

کھوئی رٹہ میں حضرت مائی طوطی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا مزارِ پُر انوار

اولیائے
مظفر آباد
☆ حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ
☆ حضرت سید شاہ عنایت ولی رحمۃ اللہ علیہ
☆ خانقاہ گیلانیہ عید گاہ
☆ حضرت شاہ سلطان رحمۃ اللہ علیہ
☆ حضرت پیر سید جمعہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

﴿حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ﴾

سفرِ زیاراتِ اولیائے آزاد کشمیر میں حاضری کی ابتداء ہی تاجدارِ مظفر آباد حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس سے شروع ہوئی۔ روایات کے مطابق آپ کا اسمِ گرامی سید ذوالفقار شاہ تھا۔ لیکن آپ ''سائیں اُڑیا'' اور ''سائیں سہیلی'' کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔ اکتوبر 2005ء کے زلزلے کے بعد تو زائرین کی تعداد میں تو بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ ہر وقت زائرین کا رش رہتا ہے۔ لوگ نہایت احترام سے حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اندر کا ماحول بھی نہایت خوبصورت اور روحانیت سے پُر نظر آتا ہے۔ ہر سال 13 جنوری سے 21 جنوری تک آپ کے عُرسِ مبارک کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ جنوری کی شدید سردی میں آزاد کشمیر کے علاوہ پاکستان کے دوسرے دور دراز علاقوں سے بھی عقیدت مند اور زائرین حاضری دیتے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک مرکزِ شہر میں واقع ہے جس کے سامنے دریائے نیلم خاموشی سے گزرتا ہوا نظر آتا ہے۔

کتاب تاریخ کشمیر از سید محمود آزاد کے مطابق حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار کی مظفر آباد آمد 1890ء کے قریب ہوئی اور مظفر آباد تشریف لانے کے بعد تقریباً دس سال اِس آب وگل میں بقیدِ حیات رہنے کے بعد 1900ء میں اِس جہانِ فانی سے پردہ فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک عین اُسی مقام پر ہے جہاں آپ قیام پذیر تھے۔ حضرت سید سائیں سخی سہیلی سرکار کا قد میانہ، جسم مبارک نہ پتلا نہ بھاری، سُرخ چہرہ، بارعب شخصیت اور آپ تہہ بند استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اکثر خاموش اور حالت استغراق میں ہوتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو روحانی قوت سے مالا مال فرمایا تھا جس سے آپ لوگوں کو فیض یاب فرمایا کرتے۔

خاندانی حالات

مصدقہ روایات کے مطابق آپ کا تعلق ملتان کے ساداتِ کرام سے تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد ملتان سے ہجرت کر کے گجرات تشریف لائے۔ آپ کی ولادت اور آپ کا بچپن گجرات میں گزرا۔ قرآنِ پاک اور ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور ابتدائے جوانی میں ہی دنیا سے لاتعلق ہو گئے۔ ریاضات ومجاہدات کیلئے جنگلوں اور بیابانوں کا رُخ کیا اور ایک طویل عرصہ حالتِ جذب واستغراق میں

گزارا۔ مختلف مقامات پر چلہ کشی کرنے کے بعد مانسہرہ تشریف لائے۔ راولپنڈی اور اُس کے نواحی علاقوں میں بھی آپ چلہ کش رہے۔ کچھ عرصہ بعد ہری پور تشریف لے آئے اور یہاں پر حضرت سید فتح حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں سلوک کی منازل طے کیں۔

حضرت سید سائیں کیلی سرکار کا شجرۂ طریقت حضرت سید لعل شہباز قلندر سے ہوتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ حاجی سلیمان خان اپنے والد یوسف خان کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ آپ حضرت سید شاہ فتح حیدر سے فیض حاصل کرنے کے بعد سہون شریف تشریف لے گئے جہاں پر آپ حضرت لعل شہباز قلندر کے دربار پر چلہ کش رہے۔ سہون شریف کے بعد آپ کچھ عرصہ حسن ابدال بھی رہے جس کے بعد کوٹ نجیب اللہ واپس تشریف لائے اور یہاں سے ہو کر واپس اُس مقام پر چلہ کشی کی جہاں اب تک آپ کی بیٹھک موجود ہے جسے بوہڑ والا تکیہ کہتے ہیں۔ جب اس مقام پر خلق خدا اکٹھا ہونا شروع ہوگئی تو آپ یہاں سے اُٹھ کر حویلیاں چلے گئے اور ایبٹ آباد جانے والی سڑک کے کنارے کچھ وقت گزارا۔

کرامات

حضرت سید سخی سائیں کیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بیان سے باہر ہیں۔ صرف برکت کیلئے درج ذیل کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

☆ گوہر رحمان گاؤں بگڑ تحصیل ہری پور اپنے والد خواج محمد خان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت کیلی سرکار اس علاقہ میں آئے تو ایک شخص بابا سعد اللہ خان کے گھر رہنے لگے۔ ان کے ہاں دورانِ قیام عبادت و ریاضت سے فراغت کے بعد اُن کے گھر کے کام کاج میں بھی ہاتھ بٹاتے۔ کبھی بھینسیں بھی چراتے اور کبھی اُن کیلئے چارہ بھی کاٹ کر لاتے۔ ایک دن حضرت والا بھینس چرا رہے تھے کہ شدید قسم کی ژالہ باری شروع ہوگئی۔ بابا سعد اللہ کا ایک لڑکا آپ کی خبر لینے کیلئے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ چاروں طرف ژالہ باری ہو رہی ہے مگر جہاں بھینسیں چر رہی ہیں اور جہاں آپ والا تشریف فرما ہیں وہ جگہ بالکل خشک ہے اور وہاں ایک اولہ بھی نہیں گرتا۔ حضرت نے لڑکے کو دیکھتے ہی سختی سے منع کیا کہ وہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرے۔ لیکن وہ لڑکا یہ کرامت زیادہ دیر تک پوشیدہ نہ رکھ سکا اور جب اُس

نے اِس کرامت کا تذکرہ اپنے والد سے کیا تو آپ یہاں سے فوراً ایبٹ آباد کی طرف چلے گئے اور یہاں نواں شہر کے قریب ہاڑیاں والے قبرستان میں چلہ کشی میں مصروف ہو گئے۔

☆ محمد انور خان ولد ہمایوں خان بیان کرتے ہیں کہ محمد حسین خان میرے حقیقی نانا تھے۔ ایک مرتبہ میرے نانا نے اپنے چند ملازم جنگل میں لکڑیاں کاٹنے بھیجے تو اتفاقاً راستے میں اُن کو حضرت سہیلی سرکار بھی مل گئے اور یہ بھی اُن کے ساتھ جنگل میں چلے گئے۔ جب ملازم لکڑیاں لائے تو اُن کے ساتھ آپ بھی ایک چھوٹی سی لکڑی کندھے پر اُٹھالائے اور میرے نانا کی حویلی میں انجیر کے درخت کے نیچے اُس لکڑی کو پھینکتے ہوئے زور زور سے تین بار کہا جا انشاءاللہ مانسہرہ تیرا، مانسہرہ تیرا، مانسہرہ تیرا۔ تین دن کے اندر پنجاب کے انگریز گورنر کی طرف سے ڈپٹی کمشنر کے نام حکم آیا کہ مانسہرہ کی سرداری فوراً سردار محمد حسین خان کے حوالے کر دی جائے اور انہیں خان بہادر کے خطاب سے نوازا جائے۔

☆ حاجی سلیمان خان اپنے والد یوسف خان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت سہیلی سرکار مانسہرہ تشریف لائے تو میں دو یا تین سال کا بچہ تھا۔ البتہ میں نے جوانی میں اپنے والد سے سارے واقعات سنے۔ اِس زمانے میں میرے والد یوسف خان کے خلاف عدالت میں ایک مقدمہ زیرِ سماعت تھا۔ جب میرے والد حضرت سہیلی سرکار کی خدمت میں دُعا کروانے کیلئے حاضر ہوئے اُس وقت آپ حالتِ استغراق میں تھے۔ آپ کو جب کچھ ہوش آیا تو فرمایا ''جا اُڑیا تیرا مقدمہ دریا وچ غرق ہوگیا''۔ دوسرے دن میرے والد یوسف خان کو پتہ چلا کہ تحصیل دار مانسہرہ نے تمام مسلیں ایک صندوق میں بند کر کے تانگہ کے ذریعے گڑھی حبیب اللہ بھیجیں۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ پُل سے گزرتے وقت صندوق دریا میں جا گرا اور کوشش کے باوجود ایک ورق بھی نہ نکل سکا۔ اِس طرح نہ صرف میرے والد کی جان خلاصی ہوئی بلکہ وہ سارے لوگ بھی بچ گئے جن کی مسلیں اِس صندوق میں تھیں۔

☆ سلیمان خان بیان کرتے ہیں کہ اِس قسم کے بے شمار واقعات مانسہرہ میں زبانِ زدِ عام ہیں۔ کیونکہ جو کچھ آپ اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے تھے وہ چند لمحوں میں پورا ہو جاتا تھا۔ مظفر آباد میں مستقل قیام کے بعد اُس کے قرب و جوار میں بھی حضرت سائیں سہیلی سرکار کی بے شمار کرامات

بیان کی جاتی ہیں اور انہی کرامات کے سبب آپ کی شہرت دور دراز تک پھیل گئی۔ آپ کسی بھی حاجت مند کا سوال رد نہ فرماتے بلکہ جس کی جو حاجت ہوتی اُس کے مطابق اللہ کے حضور دُعا فرماتے اور حاجت مندوں کی وہ حاجت لمحوں میں پوری ہو جایا کرتی۔

﴿حضرت سید شاہ عنایت ولی رحمۃ اللہ علیہ﴾

مظفر آباد شہر میں ''اپراڈہ'' عید گاہ روڈ پر آپ کا مزارِ مبارک عرصہ تقریباً 500 سال سے مرجع خاص و عام ہے۔ اِس پورے پہاڑی علاقے کے مکینوں کو دینی تعلیم سے روشناس کرنے کا سہرا حضرت شاہ عنایت ولی کے سر ہے۔ حضرت سید شاہ عنایت ولی کا اصلی وطن گوجر خان کا ایک گاؤں سید کسری ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد اموی دورِ حکومت میں بغداد سے سندھ آئے اور ملتان آ کر مقیم ہو گئے۔ اِن بزرگوں نے ایک طویل مدت تک ملتان اور اُچ شریف میں تعلیمی اور تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ حضرت شاہ عنایت کے دادا سید کسری سے ہجرت کر کے آئے۔ حضرت شاہ عنایت ولی کے والد گرامی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم دین اور ولی کامل تھے۔ حضرت سید شاہ عنایت ولی نے دینی تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی اور راہِ سلوک وفقر کی منازل بھی آپ کے والد نے آپ کو طے کروائیں۔

حضرت شاہ عنایت ولی نے ظاہری و باطنی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد برصغیر پاک و ہند کے مختلف شہروں کا سفر اختیار کیا۔ جس شہر میں بھی قیام فرماتے وہاں کے بزرگوں سے روحانی فیض حاصل کرتے۔ بالآخر سفر کرتے کرتے کشمیر پہنچے تو اِس مقام کو مستقلاً اپنا وطن قرار دے کر تبلیغِ دین کا کام شروع کر دیا۔ حضرت شاہ عنایت ولی اُس زمانہ میں مظفر آباد میں تشریف لائے جب ابھی مظفر خان کا نہ تو شہر آباد ہوا تھا اور نہ ہی یہاں جبہ خاندان کے مشہور حکمران سلطان مظفر خان کی حکومت قائم ہوئی تھی۔ بلکہ اُس وقت یہاں پانی کا ایک بہت بڑا جوہڑ تھا اور چاروں طرف خاردار جھاڑیاں تھیں۔

اِس پسماندہ علاقے میں حضرت سید شاہ عنایت ولی نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دینِ متین کی جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک حضرت سید شاہ عنایت ولی کا آستانہ عالیہ ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کے عزیز محترم حضرت شاہ چمن چراغ آپ سے ملنے آئے اور انہوں نے آپ کو واپس لے جانے کی بہت کوشش کی مگر آپ نہ مانے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس علاقے کی خدمت سونپی گئی ہے کیونکہ یہاں دینِ اسلام کی روشنی بہت کم ہے۔

حضرت سید شاہ عنایت ولی کا مزار مبارک اس وقت محکمۂ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ مزار مبارک کے اردگرد ایک وسیع قبرستان ہے جس میں ہزاروں بندگانِ خدا اس بزرگ کے زیرِ سایہ محوِ استراحت ہیں۔ حضرت سید سخی سہیلی سرکار کی بارگاہ میں حاضری کے بعد حضرت سید شاہ عنایت ولی کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور دُعا کے بعد خانقاہِ گیلانیہ کی طرف روانہ ہوئے۔
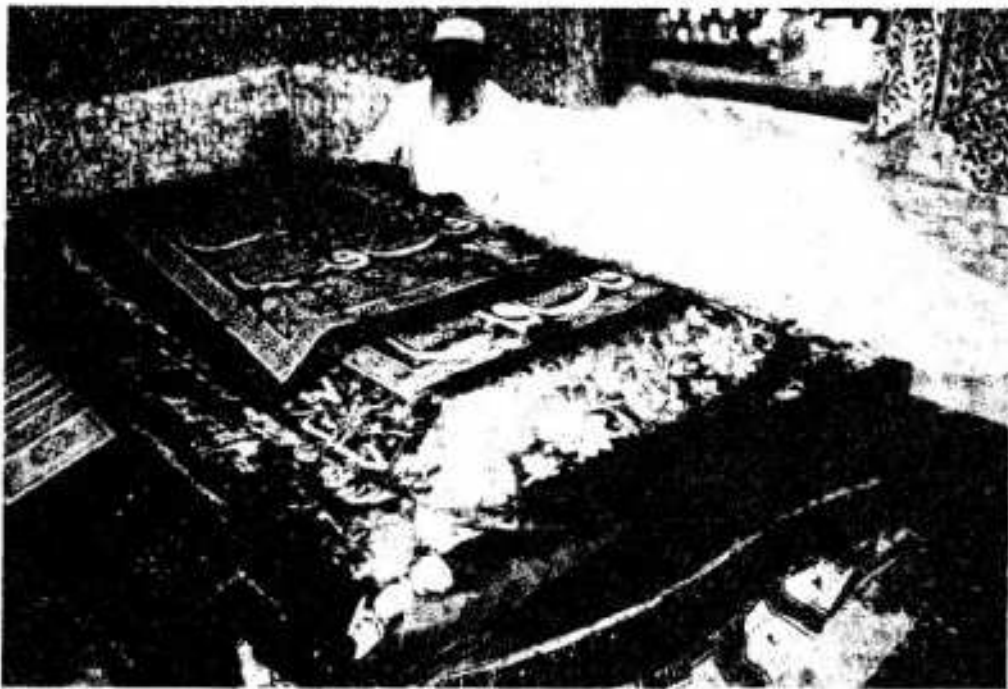
(اندرونی منظر مزار مبارک حضرت سید شاہ عنایت ولی رحمۃ اللہ علیہ)

﴿خانقاہِ گیلانیہ﴾

آزاد کشمیر میں ساداتِ گیلانیہ کی دینی، روحانی اور تدریسی خدمات نہایت اہم ہیں۔ ضلع باغ اور مظفر آباد میں جس قدر گیلانی سادات موجود ہیں اُن کا نسبی تعلق حضرت شاہ محمد غوث لاہوری سے ہے۔ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کے تین فرزندوں میر سید میراں، میر سید شاہ احمد اور میر سید شاہ عمر کی اولاد امجاد آزاد کشمیر میں موجود ہیں۔ حضرت شاہ محمد غوث کے دوسرے بیٹے میر سید احمد کی اولاد مظفر آباد

کے گاؤں نون بگلہ میں آباد ہے۔ تیسرے بیٹے میر سید عمر شاہ کے تین صاحبزادوں میں سے میر سید علاؤالدین گیلانی نے بہت شہرت پائی۔ جن کی دینی اور روحانی خدمات پورے مظفرآباد میں روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

آپ اپنے وقت کے ولی کامل ہوگزرے ہیں اور حضرت سید سائیں سہیلی سرکار کے ہم عصر بزرگ ہیں۔ مظفرآباد کی شاہی امامت آپ کے سپرد تھی اور عیدگاہ کے امام بھی تھے۔ پیر علاؤالدین گیلانی اور سید وہاب الدین گیلانی کی اولاد اجداد میں بے شمار کاملین ہوگزرے ہیں جن کی خانقاہیں مظفرآباد، باغ، پونچھ اور دیگر علاقوں میں مشہور ہیں۔ خانقاہ گیلانیہ میں محوِ استراحت عظیم شخصیات کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

﴿حضرت شاہ سلطان رحمۃ اللہ علیہ﴾

یہ بزرگ آج سے تقریباً 300 سال قبل ہوگزرے ہیں۔ گو کہ ان کے حالات پردۂ اخفاء میں ہیں لیکن بعد از وصال بھی لوگوں میں آپ کی کئی کرامات مشہور و معروف ہیں۔ آپ کا مزارِ مبارک مظفرآباد میں دریائے نیلم کے بالکل قریب واقع ہے، دریائے نیلم جب جوبن پر ہو تو اُس کی اُٹھنے والی موجیں آپ کے مزار اقدس کو سلامی کر کے گزرتی ہیں۔ 1993ء کے طوفانی سیلاب کے دِنوں میں سارا مزارِ مبارک پانی میں ڈوب گیا لیکن قبرِ اقدس کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا اور سہی وسلامت رہی۔

اکتوبر 2005ء کے زلزلہ میں اِس مزارِ مبارک کے اندرونی اور بیرونی حصہ میں ایک خراش تک نہیں آئی۔ یہ بھی ایک نہایت پُر کیف مقامِ مقدس ہے۔ کچھ وقت آپ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور دُعا کے بعد حضرت پیر سید جمعہ شاہ باجی کے مزارِ مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

﴿حضرت پیر سید جمعہ شاہ باجی رحمۃ اللہ علیہ﴾

حضرت پیر سید جمعہ شاہ باجی کا شمار مظفرآباد کے اولیائے کاملین میں ہوتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک موجودہ غلام عباس میڈیکل انسٹیٹیوٹ (امبور) کے سامنے مرجع و عام و خاص ہے۔ جس وقت ہم

نے حاضری کا شرف حاصل کیا اُس وقت مزار مبارک پر مزید تزئین و آرائش کا کام جاری تھا۔ حضرت پیر سید جمعہ شاہ باجی کا تعلق ساداتِ بخاری سے تھا جنہوں نے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر مظفر آباد، پونچھ اور کشمیر کے دوسرے علاقوں میں بے حد دینی خدمات سرانجام دیں۔

حضرت پیر سید جمعہ شاہ باجی کے اسلاف بھی مظفر آباد کی سرزمین میں اشاعت دین کے جذبہ سے وارد ہوئے۔ آپ کے بڑے بزرگوں میں حضرت پیر سید صفدر امام بخاری بہت بلند عالم دین اور صاحبِ کشف و کرامات ولی ہوگزرے ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی سید فقیر علی شاہ بخاری کا شمار مظفر آباد کے انتہائی نیک، پارسا اور فیاض بزرگوں میں ہوتا تھا۔ حضرت پیر سید جمعہ شاہ باجی نے قرآن کریم اور ابتدائی دینی تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ روایات کے مطابق ایک دفعہ آپ راڑہ کے مقام سے واپس آرہے تھے کہ بنگی والے نالے میں ایک ایسے ولی کامل کی زیارت کا شرف حاصل ہوا کہ جس نے دنیا و مافیہا سے آپ کو بے نیاز کر دیا۔ آپ اُس فقیر کے ساتھ ہو لئے اور ایک طویل عرصہ غائب رہنے کے بعد جب مظفر آباد تشریف لائے تو آپ کی دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ بہت کم گفتگو فرماتے، اکثر روزہ رکھا کرتے جو کئی کئی دِن کا ہوا کرتا تھا۔ آپ جس کے حق میں دعا فرماتے وہ پوری ہو جایا کرتی۔ آپ کی محفل میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ بھی حاضری دیا کرتے تھے۔

حضرت سید جمعہ شاہ باجی نے امبور سڑک کے کنارے جب تکیہ تعمیر کروایا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم آپ کے ارد گرد رہنے لگا۔ لوگ بھیڑ بکریاں نذرانہ پیش کرتے وہ ریوڑ میں شامل رہتی تھیں اور انہیں کوئی جنگلی درندہ نقصان نہ پہنچا سکتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہر جمعرات کو شیر اُن کے پاس آتے تھے اور اُن کے پاؤں چاٹا کرتے تھے۔

آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ نے زندگی کا آخری حصہ امبور کے مقام پر جہاں پر اب آپ کا مزارِ مبارک موجود ہے۔ اس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا اور دُعائیں کیں۔

اولیائے
کیاںّ شریف
حضرت میاں نظام الدین کیانوی
رحمۃ اللہ علیہ

﴾حضرت میاں نظام الدین کیاں والے﴿

مظفر آباد میں حضرت سائیں سخی سہیلی سرکار کے مزار مبارک پر پہلی حاضری کے بعد وادیِٔ نیلم کی طرف روانہ ہوئے جس کے بالائی حصہ میں اِس وادی کے سب سے بڑے روحانی مرکز سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک درخشندہ و روشن ستارہ حضرت خواجہ میاں نظام الدین کیانوی کا دربارِ گوہر بار ہے۔ جہاں سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ موہڑہ شریف کے عظیم روحانی بزرگ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی نے بھی اِسی دربار سے فیض حاصل کیا۔

یہ سفر کافی دشوار، طویل اور اِس سفرِ زیارات اولیائے آزاد کشمیر کا سب سے کٹھن سفر تھا۔ گو کہ زلزلہ 2005 میں آیا تھا لیکن اُس کے باقیات اور اثرات ابھی تک نظر آ رہے تھے۔ راستے میں دریائے نیلم ساتھ ساتھ رہا گو کہ کیاں شریف مظفر آباد سے تقریباً 80 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے لیکن سڑکیں خراب ہونے کی وجہ سے تقریباً 5 گھنٹے لگے۔ کنڈل شاہی پہنچنے کے بعد کیاں شریف جانے کیلئے ایک جیپ میں سوار ہو کر دربارِ عالیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ انتہائی خطرناک اور سیدھی چڑھائی تھی۔ اِس مقام پر 4x4 جیپ کے علاوہ کوئی دوسری گاڑی نہیں جاسکتی۔ چڑھائی سے لے کر دربار شریف تک زیادہ سے زیادہ 2½ کلومیٹر کا فاصلہ ہوگا لیکن انتہائی خطرناک اور 2-3 جگہ گاڑی پانی میں سے بھی گزارنی پڑی۔ کافی طویل وقت کے بعد دربارِ عالیہ پر پہنچے اور حاضری کا شرف حاصل کیا۔ پھر آپ کے صاحبزادگان اور اِردگرد بقیہ قبور پر حاضری دی۔ دربارِ عالیہ پر موجود ایک صاحبزادہ صاحب ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ لنگر شریف سے ہماری تواضع کی۔ کچھ وقت گزارنے کے بعد الوداعی سلام کے بعد کنڈل شاہی کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں سے مظفر آباد پہنچے۔

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ اتنی عظیم الشان ہستی کے بارے میں کہیں سے بھی کوئی تحریر یا معلومات نہ میسر آسکیں۔

اولیائے باغ

- ☆ حضرت سائیں علی بہادر رحمۃ اللہ علیہ (دھیر کوٹ)
- ☆ حضرت بابا مور خان رحمۃ اللہ علیہ (کھیالہ)
- ☆ حضرت پیر صبح خان رحمۃ اللہ علیہ (ہاڑی گہل)
- ☆ حضرت پیر حسو بابا رحمۃ اللہ علیہ (ڈھلی)
- ☆ حضرت پیر سید محمد شاہ گیلانی شہید (گگدار-حویلی)

﴿حضرت سائیں علی بہادر خان رحمۃ اللہ علیہ﴾

مظفر آباد سے روانہ ہونے کے بعد دھیر کوٹ میں مین بازار کے شروع میں ہی حضرت سائیں علی بہادر خان کا مزار مبارک ہے۔ یہاں پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ حضرت سائیں علی بہادر ضلع باغ کے ایک سرسبز گاؤں بھاگسر کے رہنے والے تھے۔ آپ کا نسبی تعلق اس علاقہ کے مشہور قبیلہ تیزیال کے جدِ اعلیٰ راجہ مل خان سے تھا۔ حضرت سائیں علی بہادر 1880ء کے قریب پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ بزرگوار ایک درویش فقیر منش انسان تھے۔ حضرت سائیں علی بہادر پیدائشی طور پر ولی اللہ اور روحانی قوت کے مالک تھے۔ آپ کے بچپن کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب آپ نے ابتدائی عمر میں اپنے گھر کے نزدیک ایک اتنا بڑا پتھر الٹا دیا تھا جسے شاید ایک ہزار آدمی بھی مل کر نہ اٹھا سکتے۔

حضرت سائیں علی بہادر فارغ وقت میں اپنے گھر سے دو تین سو گز دور ایک غار میں چلے جاتے جہاں پر کشمیر کے ایک بزرگ حضرت سید رمضان شاہ ہمدانی چلہ کش تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ سائیں صاحب نے اپنی زمین میں مکئی کی بجائی کیلئے بیل جوتے ہوئے تھے۔ جب اُن کے چچا کسی اور کام سے فارغ ہونے کے بعد اس طرف آئے تو دیکھا کہ ڈوگے کے درمیان میں بیل کھڑے ہیں اور سائیں صاحب کہیں اور جا رہے ہیں۔ چچا نے آواز دے کر پوچھا کہ بیلوں کو کھڑے کر کے کہاں جا رہے ہو؟ تو سائیں صاحب نے بلند آواز میں جواب دیا کہ ورثاء اپنی وراثت سنبھال لیں۔ فقیر نے سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اتنا کہہ کر کسی طرف کو نکل گئے۔ کافی عرصہ جنگلوں اور بیابانوں میں گزارنے کے بعد کوہالہ آئے اور یہاں دریا کے کنارے عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے لگے۔ اسی قیام کے دوران آپ گولڑہ شریف بھی تشریف لائے اور حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر قادریہ چشتیہ سلسلے میں بیعت کی۔ کچھ عرصہ بعد کوہالہ کی سکونت ترک کر کے ہنس چوکی کے قریب قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کی اس نشست گاہ کے قریب ایک مقام پر پرانے زمانے کا خزانہ دیگوں میں دفن تھا اور خزانہ کے اس مقام پر ایک بہت ہی بڑا خطرناک اژدھا رہتا تھا۔ ایک روز اُس اژدھا نے سائیں بہادر پر حملہ کر دیا اور سائیں صاحب پوری رات اُس اژدھا کے ساتھ لڑتے رہے۔ صبح کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ وہاں ایک بہت بڑا اژدھا مرا پڑا ہے اور یہ منظر پورے گاؤں کیلئے حیران کن تھا۔

حضرت سائیں علی بہادر دنیا و مافیہا سے بے نیاز فقیر تھے۔ لوگ جوق در جوق آپ کے پاس دُعا کروانے کیلئے آتے تھے۔ لیکن جس کے حق میں دل چاہتا تھا اُس کیلئے دُعا کرتے اور اگر کوئی شخص محبت سے کوئی نذرانہ پیش کرتا تو اُسے قبول کرنے کے بعد اگلے ہی لمحہ وہ نذرانہ کسی حاجت مند کے حوالے کر دیتے تھے۔ جن لوگوں کے حق میں دُعا فرمایا کرتے اُن کی نسلیں رنگی جاتی تھیں۔

سائیں مور باز خان عرف چنگی بابا بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت سائیں علی بہادر خان نے دھیر کوٹ کے قریب مستقل اقامت اختیار کی تو عقیدت مندوں کیلئے لنگر شروع کر دیا اور جب بھی کوئی شخص بکرا لے کر آتا تو ذبح کروا کر پورا بکرا آگ پر ڈلوالیا کرتے تھے اور جب گوشت تیار ہو جاتا تو خود حاضرین میں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیا کرتے تھے۔

پیر سید محمد کبیر شاہ صاحب سے روایت ہے کہ حضرت سائیں علی بہادر خان سادات کرام کا بے حد ادب و احترام کیا کرتے۔ اگر کوئی سید اُن کے پاس آتا تو اُس کے ادب میں فوراً کھڑے ہو جاتے اور فرماتے کہ تشریف رکھو بکرا آنے والا ہو گا کھا کر جانا یا مرغ آنے والا ہو گا۔ بس آپ کا اتنا فرمانا ہوتا تھا اور کوئی نہ کوئی چیز جس کے بارے میں آپ کا ارشاد ہوتا کوئی نہ کوئی شخص لے کر حاضر خدمت ہو جاتا اور اُس سے آپ سیدزادے کی مہمان داری کیا کرتے۔

حضرت سائیں مور باز خان عرف چنگی بابا بیان کرتے ہیں کہ سائیںؒ علی بہادر کی زندگی سر تا پا کرامت ہی کرامت تھی۔ حالانکہ وہ اپنی باطنی اور روحانی قوتوں کو ہمیشہ پردۂ راز میں ہی رکھا کرتے تھے لیکن اُس کے باوجود بعض باتیں ایسی ظاہر ہو جاتی تھیں کہ جن کی وجہ سے لوگ ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتے تھے۔

حضرت سائیں علی بہادر کا مزار مبارک اِس وقت محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ اِس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا اور پھر جانب کھیالہ روانہ ہوئے۔

﴿حضرت بابا مور باز خان عرف چنگی بابا رحمۃ اللہ علیہ﴾

حضرت بابا مور باز خان راجپوت قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے وقت کے کامل ولی اور صاحب کرامت بزرگ ہو گزرے ہیں۔ کھیالہ کے مقام پر مین سڑک پر ہی ایک چار دیواری کے اندر

آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ حضرت سائیں علی بہادر کے ہم عصر تھے اور کم از کم 35 سال اُن کی خدمت میں گزارے۔ سائیں مور باز خان کو چنگی بابا کا لقب حضرت سائیں علی بہادر نے ہی دیا تھا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت سائیں علی بہادر نے دھیر کوٹ کے قریب مستقل اقامت اختیار کی تو آپ اکثر زائرین کو کھانا کھلانے کی خدمات سرانجام دیا کرتے تھے۔

اس مقام پر حاضری کے بعد ہاڑی گہل روانہ ہوئے۔

﴿حضرت پیر صبح خان زندہ ولی﴾

دھیر کوٹ سے باغ جاتے ہوئے راستے میں ایک چھوٹا سا شہر آتا ہے جس کا نام ہاڑی گہل ہے۔ اس شہر کے مین بازار کے دائیں طرف ایک چھوٹے سے پہاڑ کی چھوٹی پر ایک زیارت شریف ہے۔ جس کو زیارت حضرت پیر صبح خان کہتے ہیں۔ آپ کا شمار وادی باغ کے اولیائے کاملین میں ہوتا ہے۔ ان کے بارے میں یہ روایات مشہور ہیں کہ یہ زندہ غائب ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے یہاں کے لوگ انہیں زندہ ولی یا زندہ پیر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ تقریباً 430 سال سے آپ کا آستانہ مبارک مرجع خاص و عام ہے۔ یہاں پر دور دراز سے زائرین حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اس زیارت کے بارے میں یہ بات تواتر سے مشہور چلی آ رہی ہے کہ اس مقامِ مقدس پر جس جائز و نیک مقصد میں کامیابی کیلئے دُعا کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

خاندانی قلمی شجرہ کی رُو سے حضرت پیر صبح خان 13 پشتوں بعد امیر تیمور صاحبقران سے ملتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کا تعلق مغلیہ خاندان سے ہے۔ حضرت پیر صبح خان کے حالات اور کرامات روایات کی صورت میں ملتے ہیں جو سینہ بہ سینہ اور نسل در نسل چلتے آ رہے ہیں۔ حضرت پیر صبح خان بے حد عبادت گزار، شب بیدار اور متقی انسان تھے۔ ہر روز صبح کی نماز اپنے گاؤں کے قریب پاموٹھی کے ایک چشمہ پر پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن جب وہ نماز پڑھنے کیلئے چشمہ پر گئے تو دیکھا پتھر کی جائنماز پر گیلے پاؤں کے نشانات تھے۔ آپ بہت حیران ہوئے یہاں نزدیک کوئی آبادی بھی نہیں ہے۔ اُن سے پہلے یہاں کون آیا ہے؟ دوسرے دن آپ ذرا اور جلدی گئے لیکن نماز پڑھنے والے سے ملاقات نہ ہو سکی۔ تیسرے دن پھر ایسے ہی کیا لیکن نماز پڑھنے والے سے ملاقات نہ ہو سکی۔ کئی دنوں کے بعد جب

پھر چشمہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں جماعت کھڑی ہے۔ ایک امام صاحب ہیں اور اُن کے پیچھے چار آدمی اقتداء میں کھڑے ہیں۔ آپ بھی فوراً اُس جماعت میں شامل ہو گئے۔ ان تمام بزرگوں کے چہرے بے حد نورانی تھے۔ نماز کے بعد جب مقتدیوں نے اس نئے شخص کو دیکھا تو کہا کہ اب یہ شامل ہو ہی گیا ہے تو اسے محروم نہیں کرنا چاہئے۔ امام صاحب نے حضرت پیر صبح خان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا جاؤ گھر پہنچنے تک جو جاندار تمہیں پہلے نظر آئے فوری اُس کی قربانی کر دینا۔ حضرت پیر صبح خان جب اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کا سینہ مبارک نورِ ربانی سے روشن و منور ہو چکا تھا۔ دل و دماغ کی کیفیت بدل چکی تھی اور اُن کے سامنے کائنات کے فاصلے سمٹ گئے تھے۔ گھر پہنچے تو بھینس باہر نکل رہی تھی۔ اُن کی نظر اُس بھینس پر پڑی تو فوراً اُس کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا اور مکان کے ایک گوشے میں مراقبہ میں مصروف ہو گئے۔ پھر کئی اور دوسرے مقامات پر بھی عبادتیں و ریاضتیں کیں۔ ان تمام مقامات پر ریاضتوں میں مصروف رہنے کے بعد آپ نے ہاڑی گہل کے مقام پر ایک حجرہ تعمیر کر کے دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہو کر خلوت نشین ہو گئے۔ حجرے کا دروازہ بھی نہ کھولتے تھے۔ آپ کی ایک ہمشیرہ صاحبہ کبھی کبھار آپ کو دودھ کا ایک پیالہ دے جاتیں۔ جو لوگ آپ سے دعا کروانے کیلئے آیا کرتے وہ حجرے کے باہر ہی کھڑے ہو کر اپنا مدعا بیان کرتے اور یہ سلسلہ کئی سال تک اس طرح جاری رہا۔ ایک دن جب آپ کی ہمشیرہ صاحبہ دودھ لے کر حاضر ہوئیں تو آپ نے اُس سے فرمایا کل دودھ نہ لانا اور میرے حجرے کا دروازہ بھی نہ کھولنا۔ اُس کے بعد وہ دودھ لے کر نہیں آئیں۔ اسی دوران آپ کا ایک خادم آپ کے حجرے کے قریب بیٹھا رہتا تھا اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ کئی سال تک جب حجرے کا دروازہ نہ کھلا تو لوگوں نے اکٹھے ہو کر حجرے کا دروازہ کھولا تو حجرہ خالی تھا۔ جس سے لوگوں کا یہ عقیدہ بن گیا کہ آپ زندہ غائب ہو گئے ہیں۔ اس وقت اس حجرہ کے اندر جو ایک قبر ہے وہ ایک یادگار کے طور پر علامتی قبر بنائی گئی ہے اور اُس پر نصب کتبہ پر آپ کی تاریخ غیبوبیت ہجری 1000 ہے۔ اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور صاحبِ مزار کے تصرف سے موجود احباب نے ان مسافروں کی ٹھنڈے پانی سے تواضع کی۔

﴿حضرت پیر حسو بابا رحمۃ اللہ﴾

باڑی گہل اور شہر باغ سے ہوتے ہوئے ڈھلی پہنچے۔ ڈھلی بازار میں دائیں جانب آپ کا مزار مبارک اجابتِ دُعا کیلئے معروف ومشہور ہے۔ صاحب مزار کے بارے میں حالاتِ زندگی دستیاب نہ ہوئے۔ مختصراً یہ کہ آپ کا تعلق ملیال برادری سے تھا، پیدائشی طور پر فقیر منش انسان تھے۔ آپ کے زمانے میں تحصیل باغ میں جو آدمی جتنا طاقت ور ہوتا وہ خود ہی اتنے علاقے پر قابض ہو جاتا۔ باغ کی طرف سے لوگ گھوڑوں، خچروں پر یا پیدل شہر پونچھ کی طرف جایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ کچھ مزدور سامان اٹھائے ہوئے باغ سے پونچھ شہر کی طرف جا رہے تھے۔ جب یہ تولی پیر کے مقام پر پہنچے تو ذرا سانس لینے کیلئے رکے۔ اِس دوران گھوڑوں پر سوار تین چار سردار بھی آ گئے اور اُنہوں نے بھی گھوڑے وہاں روک لئے۔ ان میں یہ بحث چل رہی تھی کہ کس کی تلوار زیادہ تیز ہے؟ ایک سردار نے کہا چلئے ہم اپنی اپنی تلواریں ان مزدوروں کی گردنوں پر آزماتے ہیں، اِن مزدوروں میں سائیں ہنسو (پیر حسو بابا) بھی تھے۔ سرداروں نے اپنی اپنی تلواریں آزمانے کیلئے مزدوروں کی گردنیں کاٹ ڈالیں اور جب سائیں ہنسو پر تلوار اٹھائی تو شدید آندھی ہوگئی اور سردار اُس کی لپیٹ میں آ گئے، موقع پا کر سائیں ہنسو جنگل کی طرف نکل گئے۔

حضرت پیر حسو بابا نے 12 برس تک جنگلوں میں عبادتیں وریاضتیں کیں۔ جمعرات کے روز قرب وجوار کے لوگ آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر چراغ روشن کرتے ہیں۔ ہم نے بھی اِس مقام پر حاضری دی اور دعائے خیر وبرکت کی۔

﴿حضرت پیر سید محمد شاہ گیلانی شہید﴾

حضرت پیر سید محمد شاہ گیلانی کو دو اعزاز حاصل ہیں۔ ایک تو اُن کا شمار اولیائے کرام کی صف میں ہوتا ہے اور دوسرا شہادت پا کر شہیدوں کے زمرہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادتِ باسعادت محلّہ خانقاہ شہر پونچھ 1837ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ پونچھ کی دفتری زبان فارسی تھی۔ اس لئے آپ نے فارسی زبان میں بھی کمال حاصل کیا۔ جس پر آپ کا فارسی منظوم کلام دلالت کرتا ہے۔ آپ نے ابتدائی دور میں ہی مجاہدات اور ریاضات کی طرف توجہ دی اور اس میں کمال حاصل

کرنے کے بعد بیعت کا ارادہ فرمایا۔

حصول بیعت

حضرت پیر سید محمد شاہ گیلانی حصولِ بیعت کیلئے پونچھ سے کھڑی شریف روانہ ہوئے اور یہ وہ وقت تھا کہ جس وقت کھڑی شریف میں حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑی والی سرکار کے روحانی خلیفہ خاص رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش قادری اپنے روحانی فیض وتصرف سے ایک عالم کو نواز رہے تھے۔ جس وقت آپ دربار شریف پہنچے تو اُس وقت حضرت میاں محمد بخش اپنے حجرہ میں تشریف لے جا چکے تھے۔ سید صاحب کو شعر وادب سے بھی خاصہ لگاؤ تھا۔ چنانچہ آپ نے چند اشعار لکھ کر حضرت میاں صاحب کو اندر بھیجے جن میں سے دو درج ذیل ہیں۔

نام ماہی اسلام جاتا صبح شام ہے ورد زبان ہویا
رگ رگ اندر گیا لگ سارے بلکہ جان اندر اگ جان ہویا
جیسا جام میٹھا ہوئے کام میٹھا، نام لیندیاں میٹھا دھان ہویا
محمد شاہ جتھے اس رہیا بس نور دے مطرعان ہویا

خادم نے اندر جا کر جب اشعار حضرت میاں صاحب کی خدمت میں پیش کئے تو آپ اشعار پڑھنے کے بعد باہر تشریف لے آئے اور سید محمد شاہ صاحب کو اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ ایک طویل وقت تک دونوں میں اسرار ورموز کی گفتگو جاری رہی اس کے بعد حضرت میاں محمد بخش نے آپ کو بیعت سے نوازا۔ واپس آ کر آپ خلقِ خدا کی رہنمائی اور تربیت میں مشغول ہو گئے اور کچھ ہی وقت میں آپ کے اِردگرد مریدین و متعلقین کا ایک بہت بڑا حلقہ جمع ہو گیا۔ جس کے بعد آپ نے اپنا مسکن محلّہ خانقاہ سے ''دہری'' تبدیل کر لیا اور اِسی وجہ سے آپ دہری والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔

شہادت

حضرت پیر سید محمد شاہ گیلانی جنگ آزادی 1947ء تحصیل حویلی کے پہلے شہید ہیں۔ 11 نومبر 1947ء جب آپ دہری ''پونچھ'' سے اپنے جواں سال فرزند سید احمد زمان شاہ اور اپنے ایک خادم کے ہمراہ موضع بساہاں کی طرف جا رہے تھے کہ ڈوگرہ فوج کے جوانوں نے آپ کو گھیر کر آپ پر حملہ

کر دیا۔ یہ قافلۂ عشق ومحبت جو خالی ہاتھ تھا کافی دیر تک ڈوگرہ فوج کا مقابلہ کرتے رہے بالآخر ہتھیاروں سے لیس ڈوگرہ فوج نے آپ کے جواں سال فرزند سید احمد زمان شاہ اور خادم کو شہید کرنے کے بعد آپ کو بھی ایک مقام پر شہید کر دیا۔ وقتِ شہادت آپ کی عمر 110 سال تھی۔ بعد ازاں اُس مقام سے آپ کے جسدِ مبارک کو ''گوگڈار'' (باغ، آزاد کشمیر) لایا گیا اور 12 نومبر 1947ء کو آپ کی خرید شدہ زمین میں مسجد کے قریب دفن کیا گیا۔ ہر سال 10 اور 11 نومبر عرس کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں اور پورے ملک سے لوگ حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے پیر سید زمان شاہ گیلانی دربارِ عالیہ گوگڈار شریف کے سجادہ نشین ہیں۔

بحمد اللہ اِس ولی اور شہید کے دربار عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ہم جس وقت اِس مقام پر پہنچے تو عصر کی اذان ہو رہی تھی۔ مسجد میں داخل ہوئے سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی۔ بعد میں آپ نے ہمیں اپنے حجرہ میں ملاقات کیلئے بلوایا۔ خاطر و مدارت کی اور پھر ساداتِ گیلانیہ حویلی کی مکمل تاریخ پر مشتمل ایک کتاب بنام ''تذکرۂ اولادِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ'' پیش کی۔ سجادہ نشین صاحب سے کافی دیر تک سلسلۂ گفتگو جاری رہا۔ آپ نے بہت زیادہ اصرار کیا کہ رات اُن کے ہاں قیام کیا جائے۔ لیکن چونکہ ہم نے طویل سفر کرنا تھا اِس لئے اجازت لیتے ہوئے اور اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ پہاڑی علاقہ خاصہ مشکل اور دشوار ہوتا ہے۔ گوگڈار سے نکلتے ہی مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ سفر کرتے کرتے عباس پور سے ہوتے ہوئے ہجیرہ اور پھر راولاکوٹ پہنچے۔ رات راولاکوٹ میں بسر کی اور صبح اولیائے راولاکوٹ کی خدمت میں حاضر کیلئے نکل پڑے۔

اولیائے
راولاکوٹ
☆ حضرت پیر سید جنید شاہ رحمۃ اللہ علیہ (کوٹیڑی سیداں، پانیولہ)
☆ مرقد شہید بابا (پانیولہ)
☆ پیر سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (زیارات بازار)
☆ پیر سید رستم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (سرچھ)
☆ حضرت سائیں کالا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ (پاک گلی)

﴿حضرت پیر سید جنید شاہ رحمۃ اللہ علیہ﴾

حضرت پیر سید جنید شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک کوٹیڑی پانیولہ میں سڑک کے کنارے واقع ہے۔روایات کے مطابق قحط کے زمانہ میں سرزمینِ پونچھ سے جن گھرانوں نے ہجرت کر کے راولپنڈی، کہوٹہ اور دوسرے نواحی علاقوں میں پناہ لی ان میں حضرت پیر سید جنید شاہ کا گھرانہ بھی تھا۔شیخ عبدالحمید ساکن کہوٹہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں حضرت پیر سید جنید شاہ کے ہمراہ کہوٹہ کی جامع مسجد سے باہر نکلا تو حضرت پیر صاحب اور میں حضرت سید سخی سبزواری کے مزار کی طرف روانہ ہوئے۔جب ہم آزاد پتن روڈ پر پہنچے۔تو آم کے ایک پرانے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر سید جنید شاہ نے فرمایا کہ اس درخت کے نیچے ہم نے اُس زمانے میں ایک رات بسر کی تھی جب ہم دودھ پیتے بچے تھے اور ہمارے والدین نے اپنے علاقہ سے ہجرت کی تھی۔ اس روایت کے مطابق قحط کے زمانہ میں حضرت پیر سید جنید شاہ کی عمر تقریباً 2 سال کی ہوگی۔اس حساب سے آپ کی تاریخ ولادت تقریباً 1858 بنتی ہے۔

حضرت پیر سید جنید شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حفظِ قرآن پاک اور ابتدائی دینی کتب قاضی محمد سے پڑھی۔13یا14 سال کی عمر میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر کی عظیم رات نصیب فرمائی۔جس سے آپ کا سینہ نور اور علمِ لدنی سے لبریز ہو گیا۔آپ نے ساری زندگی مجاہدوں، مراقبوں اور چلہ کشی میں گزاری۔محویت استغراق کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی دِن ایک ہی جگہ بیٹھے آسمان کی طرف دیکھا کرتے اور کھانے پینے سے بے نیاز حاصل تھا۔حضرت قاضی محمد حسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی ایک کرامت کا خود مشاہدہ کیا کہ حضرت پیر صاحب ایک مرتبہ ہماری زمین میں تشریف فرما تھے کہ شدید بارش شروع ہوگئی۔میں نے اپنے والدِ گرامی سے کہا کہ بارش میں حضرت پیر صاحب بھیگ رہے ہوں گے میں انہیں جا کر چھتری دے آؤں مگر والد صاحب نے منع کر دیا۔والد صاحب کے منع کرنے کے باوجود جب میں چھتری لے کر حضرت پیر صاحب کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ اُن کے چاروں طرف پانچ مربع گز جگہ بالکل خشک تھی اور وہاں بارش کا ایک قطرہ بھی نہ پڑتا تھا حالانکہ ان کے چاروں طرف شدید بارش ہو رہی تھی۔لیلۃ القدر کے حصول کے بعد حضرت پیر سید جنید شاہ کا سینہ مبارک روحانیت کا مرکز بن چکا تھا لیکن سلوک وطریقت کی منازل بیعتِ طریقت سے مُرشدِ کامل کے ذریعے ہی طے ہوتی

ہیں آپ نے یہ تمام منازل حضرت پیر سید علی شاہ سوہاوی کی خدمت میں رہ کر طے کیں۔

تواتر سے ایک واقع بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت پیر سید علی شاہ سوہاوی طلباء کو درس دے رہے تھے کہ اچانک انہوں نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ جلدی جلدی دودھ گرم کرو، ایک مہمان آ رہا ہے۔ دو تین شاگردوں نے لنگر خانے میں جا کر دودھ کا انتظام کیا اور اُسے گرم کر کے جب آپ کے پاس لے کر آئے تو اچانک ایک نیم برہنہ فقیر ایک سیاہ کتے کی زنجیر تھامے آپ کی خدمت میں پہنچا اور آتے ہی حضرت پیر سوہاوی سے کہا کہ میرا راشن کہاں ہے؟ جس پر شاگردوں نے دودھ پیش کیا۔ حضرت پیر صاحب فقیر کو لے کر کمرے میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک تنہائی میں اس فقیر کے ساتھ معرفت کی باتیں کرتے رہے۔ جب فقیر روانہ ہوا تو حضرت پیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ اِس وقت کا ابدال ہے اور کشمیر جا رہا ہے مگر افسوس کہ راستے میں ہی اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ اس موقع پر جو شخص ان کے پاس ہوگا اُس فقیر کا حصہ خداوند تعالیٰ اُس شخص کو منتقل کر دے گا۔ اس موقع پر حضرت پیر سید جنید شاہ موجود تھے۔ اُنہوں نے جب یہ بات سنی تو وہ فقیر کے ساتھ روانہ ہوئے وہ فقیر جب چکار کے قریب جنگل میں پہنچا تو ایک جگہ لیٹ گیا اور پیر سید جنید شاہ بھی آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ چند لمحوں کے بعد دیکھا کہ فقیر کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور اسی اثناء میں حضرت پیر سید جنید شاہ کی روحانی قوت میں نُوری اضافہ ہو گیا اور اُن پر بہت سارے اسرار منکشف ہو گئے جن کی وہ خواہش کرتے تھے۔ اس فقیر کی تجہیز و تکفین بھی کسی غیبی مخلوق نے کی اور جنازے میں حضرت پیر سید جنید شاہ بھی شامل ہوئے۔

اس واقعہ کے بعد کائنات کی ساری وسعتیں آپ کیلئے سمٹ آئیں اور جب آپ واپس سوہاوہ شریف تشریف لائے تو حضرت پیر سوہاوی نے ارشاد فرمایا کہ اب سید جنید شاہ میں دو ابدالوں کی طاقت موجود ہے۔ حضرت پیر سید جنید شاہ سوہاوہ تشریف لانے کے بعد لنگر کی لکڑیوں کے ٹال میں خلوت نشین ہو گئے اور 8 ماہ تک مسلسل ایک ہی جگہ ٹیک لگائے بیٹھے رہے۔

حضر پیر سید جنید شاہ نے ان مقامات پر ریاضت و مجاہدہ کرنے کے بعد ہندوستان کا وسیع دورہ کیا اور اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دے کر فیوضات و برکات حاصل کئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ مسلسل تیس سال تک دورانِ سفر اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے۔

وصال

حضرت پیر سید جنید شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 22 اگست، 1962ء اُن کے گاؤں کوٹیڑی میں ہوا اور نمازِ جنازہ سید ثناء اللہ شاہ خطیب جامع مسجد باغ نے پڑھائی۔ آپ نے زندگی کے آخری بارہ تیرہ سال باغ کی جامع مسجد میں ہی بسر کیے۔ اس ولی کامل کے پُر کیف مزار پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور فاتحہ خوانی کی سعادت حاصل ہوئی۔

(بیرونی منظر مزار مبارک حضرت پیر سید جنید شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

﴿مرقد شہید بابا﴾

یہ مزار مبارک بھی پانیولہ کے مقام پر سڑک کے کنارے واقع ہے۔ مزار مبارک پر کوئی گنبد یا عمارت تعمیر نہیں ہے۔ صرف ایک مختصر سی چاردیواری کے اندر ایک شہید کا مزار مبارک ہے۔ جس پر چادریں پڑی ہوئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ 1947ء میں جب راولاکوٹ۔مظفر آباد سڑک کی تعمیر جاری تھی تو مزار کے اس مقام پر بار بار تعمیراتی مشینیں ٹوٹ جاتی تھیں۔ بالآخر جب اس مقام کی کھدوائی کی گئی تو یہاں سے ایک شہید کا جسدِ اطہر نکلا جو بالکل صحیح وسالم صورت میں موجود تھا۔ چنانچہ بعد میں اس مقام پر ایک قبر بنادی گئی جو مرقد شہید بابا کے نام سے معروف ومشہور ہوئی۔

(مرقد شہید بابا)

﴿پیر سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ﴾

پیر سید نور حسین شاہ کا تعلق گردیزی سادات سے ہے۔ آپ بھی ایک صاحب کشف وکرامات ہوگزرے ہیں۔ آپ کی بے شمار کرامات عوام وخواص میں مشہور ہیں۔ ''زیارت بازار'' میں مزار مبارک پیر سید جنید شاہ سے تھوڑے فاصلے پر آپ کا مزار مبارک ہے جو ایک چاردیواری کے اندر محفوظ ہے۔ اس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔
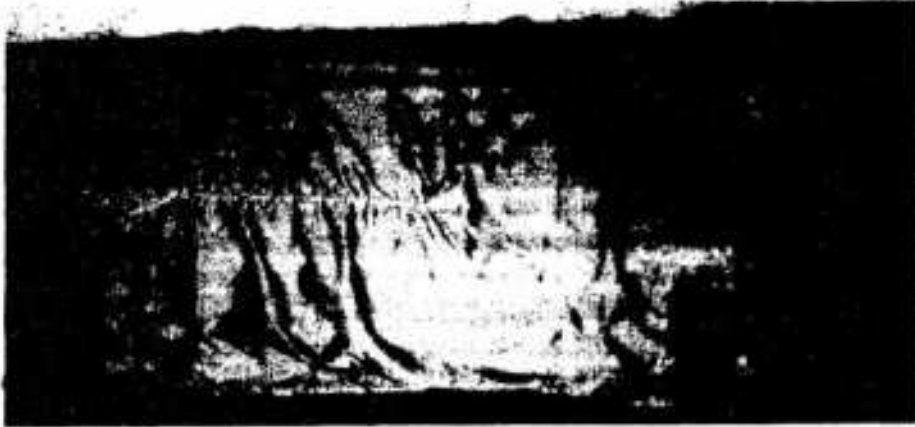
(مزار مبارک حضرت پیر سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

﴿پیر سید فضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ﴾

''زیارات بازار'' پانیولہ سے متصل آبادی کوٹیڑی سیداں کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں پر اکثریت سے سادات گردیزی مقیم ہیں۔ اس مقام پر ایک جدید اور خوبصورت مسجد موجود ہے جس کی تعمیر 50 سال قبل ہوئی۔ سب سے پہلے اس مسجد کی تعمیر پیر فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کروائی۔ آپ

حضرت پیر فاضل شاہ چشتی، رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ حضرت پیر سید فضل حسین شاہ نے اس مقام پر تعمیرِ مسجد کے بعد علاقے کے لوگوں کو دینی تعلیم سے روشناس کیا۔ علاقہ بھر میں آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وصال کے بعد آپ کو اپنی قائم کردہ مسجد میں دفن کیا گیا۔ اس مزار مبارک پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

﴿پیر سید رستم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ﴾

کوٹیڑی سیداں سے تھوڑا سا نیچے کی طرف جائیں تو یہ علاقہ برچھ کے نام سے معروف ومشہور ہے جہاں پر ایک ولی ودرویش بزرگ حضرت پیر سید رستم شاہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ نے تقریباً 1½ صدی قابل اس مقام میں قیام فرمایا اور ایک مسجد کی تعمیر کے علاوہ ایک روحانی ودینی مرکز بھی قائم فرمایا جہاں سے بے شمار لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ حضرت پیر سید رستم علی شاہ کی بیعت اور خلافت سیال شریف کے عظیم شخصیت حضرت قبلہ خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ اس لحاظ سے آپ کا حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائیوں اور ہم عصروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور فاتحہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

﴿حضرت سائیں کالا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ﴾

راولاکوٹ جاتے ہوئے پاک گلی سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر بائیں جانب ایک مختصر سی چار دیواری میں حضرت سائیں کالا خان کا مزار مبارک واقع ہے۔ آپ اسی علاقہ کے رہائشی تھے۔ زیادہ وقت ذکر وفکر اور عبادت وریاضت میں گزرتا۔ آپ کا وصال باغ بمقام تکیہ ہوا اور مریدین آپ کو پاک گلی لائے جہاں پر آپ کی تدفین ہوئی۔ اس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

جھڑی (مجاہد آباد) میں سڑک کے کنارے چند مزارات مبارکہ پر حاضری کے بعد راولاکوٹ شہر واپس آئے۔ یہاں پر قصائی گلی کے قریب مشہور صوفی بزرگ سائیں محمد حسین مجذوب کے مزار پر حاضری دی۔ اس مزار مبارک کو اب دوبارہ احسن انداز میں تعمیر کیا جارہا ہے۔

راولاکوٹ کی ان اہم اور مشہور مقامات مقدسہ پر حاضری کے بعد ضلع سدھنوتی روانہ ہوئے۔

اولیائے
پلندری
☆ حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (نیریاں شریف)
☆ حضرت پیر سید بھولا بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ (قلعاں)
☆ حضرت سائیں مست بادشاہ منجاڑی رحمۃ اللہ علیہ (بلوچ)

﴾حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ﴿

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت افغانستان کے شہر غزنی کے ایک نواحی علاقہ میں ہوئی۔ والدین ماجدین نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلی الفت ومحبت کے سبب آپ کا اسمِ گرامی غلام محی الدین رکھا اور پھر اِس عظیم نسبت والے بچے نے بڑے ہوکر احیائے دین اور تبلیغ اسلام کے سلسلے میں ایسا مؤثر کردار ادا کیا کہ نسبت کا حق ادا کردیا۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے ماموں اور حضرت مولانا گل محمد سے حاصل کی۔ حصولِ تعلیم کے دوران آپ کی ملاقات ایک مردِ قلندر سے ہوئی۔ جنہوں نے آپ کو دیکھ کر فرمایا ''بیٹا! تم اپنے دور میں غوث کے درجہ پر فائز ہوگے اور تمہارے فیضان کا سرچشمہ ہندوستان ہوگا''۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی ایک عرصہ تک اپنے والدِ محترم کے ہمراہ بغرضِ تجارت ہندوستان تشریف لاتے رہے۔ لیکن اِس سفرِ تجارت میں بھی کاروباری مصروفیات کے باوجود آپ صوم وصلوٰۃ کی پابندی میں کوئی فرق نہ آنے دیتے۔

دورانِ سفر جہاں بھی کسی بزرگ درویش کا پتہ چلتا، اُس کی ملاقات کیلئے ضرور حاضر ہوتے۔ ایک مرتبہ سفرِ تجارت میں ایک قافلہ کے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی جو اپنے مُرشد حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے جارہے تھے۔ آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کچھ نقدی نذرانہ دینے کیلئے ایک آدمی کے حوالے کی اور کہا کہ یہ میری طرف سے حضرت باباجی موہڑوی کی خدمت میں پیش کردینا اور کہنا کہ غزنی کے ایک مسافر نے آپ کو سلام بھی بھیجا ہے۔ جب یہ قافلہ ایک عرصہ کے بعد موہڑہ شریف پہنچا تو طویل سفر کی تھکاوٹ سے وہ آدمی نذرانہ لینا بھول گیا۔ حضرت خواجہ محمد قاسم نے اُس شخص کو بلوا کر کہا کہ دورانِ سفر تجھے غزنی کے ایک شخص نے امانت دی تھی وہ ابھی تک تیرے پاس ہے؟ اُس نے فوری نذرانہ پیش کیا جس پر حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی نے فرمایا کہ واپس جاکر اُس شخص کو میرا یہ پیغام دینا کہ مجھے تیرے نذرانے کی ضرورت نہیں بلکہ تیری ضرورت ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت خواجہ غلام محی الدین

غزنوی موہڑہ شریف میں حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ پیر و مرشد نے دعا دیتے ہوئے کہا ''بیٹا تمہاری دُکان خوب چلے گی اور مشرق و مغرب والے اس سے سودا خریدیں گے''۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی ایک طویل عرصہ تک مجاہدات و عبادات میں مصروف رہے اور اِس طویل عرصہ کی خلوت نشینی میں آپ کو معرفت کے اسرار و رموز سے آگاہ و آشنا کر دیا تھا۔ اب مرشدِ کامل نے اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد زاہد خان کو حکم دیا کہ نیریاں کے جنگل میں انہیں سر چھپانے کیلئے ایک جھونپڑی بنوا کر بٹھا آؤ۔

حضرت پیر زاہد خان صاحب حسب الحکم حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی کو لے کر اِس مقام پر تشریف لائے اور ایک معمولی اور سادہ سا مکان بنوا کر آپ کو یہاں بٹھا دیا اور اِس مقام پر ایک جھنڈا نصب کرنے کے بعد کہا کہ اِس نورانی و روحانی پرچم کی لاج رکھنا اور اِس کو سر نگوں نہ ہونے دینا۔ ایک مردِ قلندر کی آمد سے اِس ویران جنگل میں رونق پیدا ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ سالوں میں اِس علاقے کی تقدیر ہی بدل گئی۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی ایک عالم کو اپنے روحانی فیض اور زنگ آلود دلوں کو صیقل کرنے کے بعد 11 اپریل 1975ء کو اِس دارِ فانی سے دار البقاء کی جانب روانہ ہوئے۔

بحمد اللہ! اِس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا اور کچھ وقت یہاں گزارنے کے بعد قلعاں روانہ ہوئے۔

﴿حضرت پیر سید بھولا شاہ رحمۃ اللہ علیہ﴾

قلعاں میں حضرت پیر سید بھولا بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ایک اہم روحانی مرکز ہے۔ روایت کے مطابق آپ تقریباً 500 سال قبل مقبوضہ کشمیر سے تشریف لائے اور اِس مقام پر ڈیرہ لگا کر دینِ اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا۔ آپ اپنے وقت کے کامل ولی اللہ تھے اور آپ کی تدریسی، دینی و روحانی خدمات پورے علاقے میں مشہور ہیں۔ اِس وقت بھی آپ کے مزار مبارک کے ساتھ ایک جامع مسجد اور ایک شاندار دینی مدرسہ قائم ہے جہاں سے لوگ مسلسل فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اس

مقدس و تاریخی مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور فاتحہ خوانی کی سعادت حاصل ہوئی۔

﴿حضرت سائیں مست بادشاہ منجاڑی رحمۃ اللہ علیہ﴾

بلوچ کے موضع منجاڑی میں حضرت سائیں مست بادشاہ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر زائرین حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں۔ حضرت سائیں مست بادشاہ منجاڑی کا تعلق سُدھن قبیلہ سے تھا۔ ابتداء سے ہی آپ کی طبیعت میں فقیرانہ رنگ تھا۔ خلوت نشینی اور چلہ کشی کیلئے نکل جاتے تو ایک طویل عرصہ تک غائب رہتے۔ آپ کا سلسلۂ طریقت نوشاہی قادری تھا۔ تاریخِ کشمیر از سید محمود آزاد کے مطابق یہ بزرگ آج سے تقریباً 125 سال قبل ہو گزرے ہیں۔

ایک مرتبہ ڈوگرہ دور کا حکمران آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اولادِ نرینہ کیلئے دُعا کا طالب ہوا۔ آپ نے اُسے اولادِ نرینہ پیدا ہونے کی بشارت دی۔ حضرت سائیں مست بادشاہ ایک صاحبِ کرامت ولی ہونے کے ساتھ خدمتِ خلق بھی آپ کا شعار تھا۔ آپ نے اپنے علاقہ میں لوگوں کی سہولت کیلئے کئی تالاب بنوائے جن کے آثار اب بھی موجود ہیں۔

حضرت سائیں مست بادشاہ منجاڑی کا مزارِ مبارک محکمہ اوقاف آزاد کشمیر کی تحویل میں ہے جہاں پر ہر سال 28 مئی کو آپ کے عرسِ مبارک کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں جہاں پر زائرین کثرت سے شامل ہو کر آپ کے فیض کے طلبگار ہوتے ہیں۔ آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور دُعا کے بعد شہرِ کوٹلی روانہ ہوئے۔

اولیائے
کوٹلی
☆ حضرت بابا شیر بادشاہ اور حضرت بابا جمال بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما
(کوٹلی شہر)
☆ حضرت سائیں کملا بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ
(موہڑہ نکیال)
☆ حضرت مائی طوطی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا
(کھوئی رٹہ)

﴾حضرت بابا شیر بادشاہ اور حضرت بابا جمال بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما﴿

حضرت بابا شیر بادشاہ اور حضرت بابا جمال بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما کے مزاراتِ مبارکہ کوٹلی شہر میں مرجع خاص و عام ہیں۔ یہ دونوں مزاراتِ مبارکہ ایک ہی چار دیواری کے اندر ہیں۔ حاضرین اور زائرین کا ہر وقت رش رہتا ہے۔ حضرت بابا شیر بادشاہ تقریباً دو سو سال پہلے ہو گزرے ہیں۔ آپ کی کرامات روایات کی صورت میں مشہور ہیں۔

﴾حضرت سائیں کملا بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ﴿

حضرت سائیں کملا بادشاہ ایک مادرزاد ولی ہو گزرے ہیں۔ آپ کا خاندان زمانہ قدیم سے کھنڈھار کے دیہات میرا موضع دھڑا میں آباد چلا آ رہا تھا۔ آپ کے جدِ امجد حضرت شرف الدین ایک نہایت ہی متقی اور بزرگ شخصیت تھے۔ حضرت سائیں کملا کے والد کا اسمِ گرامی کرم الٰہ تھا جو ایک نیک اور پرہیز گار شخصیت تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت کرم الٰہ کو دو فرزند عطا فرمائے ایک کا نام قادر بخش اور دوسرے کا نام سائیں کملا رکھا گیا۔ حضرت سائیں کملا بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مارچ 1834ء کھیال کے گاؤں کھنڈھار، موضع دھڑا میں پیدا ہوئے۔ آپ جب باتیں کرنے کے قابل ہوئے تو سب سے پہلے آپ کی زبان سے جو لفظ نکلا وہ ''اللہ'' تھا۔ ابتدائی دینی تعلیم والدین سے حاصل کی اور اپنے آبائی پیشہ کھیتی باڑی میں اپنے والدِ بزرگوار کی مدد کرتے اور بھیڑ بکریاں بھی چرایا کرتے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ کے والد کو شکایت کی کہ آپ کا بیٹا سائیں کملا بکریوں کی ٹھیک طریقے سے دیکھ بھال نہیں کرتا جس کی وجہ سے بکریاں کمزور اور لاغر ہو گئی ہیں۔ جس پر آپ کے والدِ محترم نے آپ پر غم و غصہ اور ناراضگی کا اظہار کیا جس پر آپ نے جواباً ادب کے ساتھ عرض کی کہ اے ابا جان! آپ دیکھیں کہ یہ بکریاں ہر طرح سے بالکل ٹھیک ہیں۔ والدِ محترم نے جب بکریوں کو دیکھا تو بالکل ٹھیک تھیں جس پر آپ کے والدِ محترم کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور اُن کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا۔ دوسری طرف حضرت سائیں کملا بادشاہ اپنے والد کی اس تکلیف کو برداشت نہ کر سکے محبت پدری نے جب جوش مارا تو آپ نے گڑگڑا کر گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی تو آپ کے والد کی بینائی دوبارہ لوٹ آئی۔ اس بات سے حضرت سائیں

کملا بادشاہ کی ولایت اور کرامات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔ آپ سے بکریاں چرانا چھڑوا لیا گیا اور اب آپ سلوک و فقر کی منازل طے کرنے میں مشغول ہوئے۔ گوشہ نشینی اور خلوت کو اختیار فرمایا اور ساتھ ہی مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلے اور سلسلۂ نوشاہیہ میں بیعت ہو کر روحانی منازل کی تکمیل کی۔ حضرت سائیں کملا بادشاہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ عالی شان **"خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ"** (سب سے افضل ترین شخص وہ ہے جو مخلوقِ خدا کو نفع پہنچاتا ہے)۔ آپ پوری طرح اس فرمانِ عالی شان پر عمل پیرا رہے۔ آپ مخلوقِ خدا کی دینی راہنمائی و تربیت کے ساتھ اُن کی دنیاوی ضرورت کو بھی مدنظر رکھتے اور اُن کو پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ آپ نے غریبوں، مسکینوں اور فقراء کیلئے لنگر جاری کیا۔ آپ کے جاری کردہ لنگر سے بالا امتیاز ہر ایک کو کھانا ملتا جس سے غیر مسلم بھی مستفید ہوتے اور آپ کے حسنِ سلوک اور اسلام کی حقانیت سے واقف ہو کر مسلمان ہو جاتے۔

﴿حضرت مائی طوطی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا﴾

حضرت مائی طوطی صاحبہ کے والدِ گرامی ایک نہایت پرہیزگار اور متقی شخصیت تھے لیکن آپ اولاد کی دولت سے محروم تھے۔ ایک بار حضرت سائیں کملا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اولاد کیلئے دُعا کی استدعا کی جس پر سائیں کملا بادشاہ نے فرمایا جاؤ تمہارے گھر ایک بچی پیدا ہو گی اُس کا نام طوطی رکھنا۔ سائیں کملا کے فرمان کے مطابق کچھ عرصہ بعد مائی صاحبہ کی ولادت ہوئی جس سے آپ کے گھریلو دنیاوی حالات بھی یکسر بدل گئے اور گھر میں خیر و برکت اور رزق کا بھی اضافہ ہو گیا۔ آپ کی عمر جب 8

سال کے قریب ہوئی تو آپ ننگے سر، پاؤں اور ایک کرتہ پہنے ہوئے ''نالہ بان'' جو آپ کے گھر کے قریب بہتا تھا چلی جاتیں اور وہیں بیٹھا کرتیں لیکن رات کا زیادہ وقت پانی میں کھڑے ہو کر گزارتیں۔
حضرت مائی طوطی صاحبہ نے زندگی کا طویل عرصہ چلہ کشی اور مراقبوں میں گزارا۔ تقریباً 60 سال تک جنگلوں، بیابانوں اور ویرانوں میں تنہا عبادت کرتیں۔ آپ حضرت سائیں کملا بادشاہ کی مریدہ تھیں۔ مائی صاحبہ اپنی کرامات کو ظاہر نہ ہونے دیتیں بلکہ اگر کوئی چیز ظاہر ہو جاتی تو اُسے اپنے مُرشد بابا جی سائیں کملا بادشاہ کی طرف منسوب کرتیں اور اُنہی کی نام پر دُعا بھی فرمایا کرتی تھیں۔ حضرت مائی صاحبہ کی کرامات تواتر سے مشہور ہیں۔ حضرت سائیں کملا بادشاہ مائی صاحبہ کے والدین کے ہاں جب کبھی آیا کرتے تو اُن کے وضو کے لئے پانی کا انتظام مائی صاحبہ ہی کیا کرتیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ بابا جی صبح نیند سے بیدار ہوئے اور وضو کیلئے جب کوزہ میں پانی دیکھا تو اُس میں پانی نہیں تھا۔ سائیں کملا بادشاہ نے مائی صاحبہ سے فرمایا کہ آج آپ نے کوزہ میں پانی نہیں بھرا مائی صاحبہ نے فرمایا پانی تو بھرا تھا آپ ایک بار پھر دیکھ لیں۔ مائی صاحبہ کے اصرار پر بابا جی نے دوبارہ کوزہ کو دیکھا تو کوزہ پانی سے لبریز تھا۔ یہ مائی صاحبہ کی پہلی کرامت تھی جس کا اظہار اُن کے مرشد کے سامنے ہوا اور اِس کرامت سے آپ کا چرچا چار طرف پھیل گیا اور آپ کی زندگی مبارکہ میں ہی لوگوں کا ایک ہجوم آپ کے ارد گرد جمع ہو گیا تھا۔
حضرت مائی طوطی صاحبہ نے 1931ء کو اِس دارِ فانی کو الوداع کہا۔ آپ کا مزار مبارک کھوئی رٹہ میں مرجع خلائق ہے اور محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ اِس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔
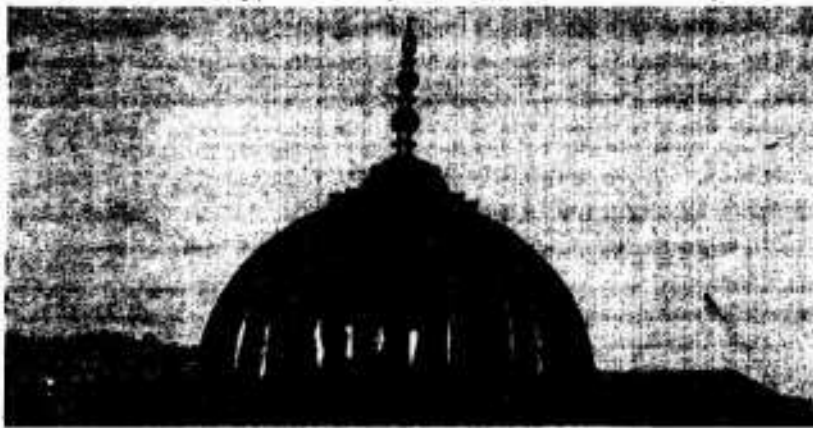
(گنبد مزار مبارک حضرت مائی طوطی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ)

کتابیات

نام کتاب	مصنف / ناشر
تاریخِ کشمیر جلد 5، جلد 6	سید محمود آزاد
سیف الملوک	میاں محمد بخش قادری
مقاماتِ میاں محمد بخش	طارق مجاہد جہلمی
تذکرہ غازی قلندر	طارق مجاہد جہلمی
گلستانِ غازی قلندر	مشہور الفاروق
بوستانِ قلندری	ملک محمد ٹھیکیدار قادری قلندری
تذکرہ اولادِ امام موسیٰ کاظم	علامہ سید غلام حسن شاہ کاظمی
تذکرہ اولادِ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	سید مظفر حسین ظفر گیلانی چشتی قادری
تذکرہ اولیائے پاکستان جلد اول، دوم	علامہ عالم فقری
گلستانِ خضر حصہ اول	عبدالرشید خضری قادری
سیالکوٹ سے خیبر تک	محمد زمان کھوکھر
میاں محمد بخش احوال و آثار	عزیز احمد چوہدری
تذکرہ مقیمی (قلمی نسخہ مملوکہ و مخزونہ در مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد)	حضرت میں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ ضیائے حرم، بھیرہ، سرگودھا	مئی 1977، اکتوبر 1973، مئی 1976

تقریظ

اللہ عزوجل نے بنی نوع انسان کے اخلاقی، روحانی اور علمی ارتقاء ونشوونما کیلئے ازل سے ہی انتظام فرمادیا ہے۔جس کیلئے دنیا کے مختلف گوشوں میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جن کو اللہ نے النبیین، شہداء، صدیقین اور صالحین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ایسے لوگ گم گشتگان جادۂ حق کو شمع رشد وہدایت بن کر جادۂ راست اور صراط مستقیم دکھاتے رہے۔تابعین تک ایک ہی گروہ تبلیغ کا کام سرانجام دیتا رہا۔چونکہ وہ ایک ہی وقت میں اہل تصوف بھی تھے اور اہل علم بھی۔اہل تصوف کا تعلق تزکیۂ نفس سے ہے اور یہ کام کافی مشکل ہے۔پہاڑوں، جنگلوں اور غاروں میں رہ کر اپنے نفس کی تمام خواہشات کو پامال کرنا اور نفس کو مکمل طور پر تابع الی اللہ کرنا یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔بدیں وجہ آگے چل کر تبلیغ کیلئے دوگروہ بن گئے۔ایک گروہ علماء دین کا جو مدرسوں اور ظاہرعلوم سے دین کی خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔جبکہ دوسرا گروہ اہل تصوف، مشائخ عظام اور عاشقان رسول ﷺ کا ہے جنہوں نے اپنے کشف وشہود اور اخلاق کریمانہ سے بڑے بڑے باغی اور سرکشوں کی گردنوں کو درِ توحید پر سجدہ ریز کیا۔جن کی ریاضت، کرامات اور حسنِ خلق کو دیکھ کر لاکھوں کا فردائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور ان بندگانِ خدا کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچالیا۔یہ جماعت صوفیا اور اولیاء اللہ کے نام سے موسوم ہے۔مطابق فرمان الٰہی ''بیشک میرے دوستوں کو کس قسم کا کوئی خوف اور حزن وملال نہیں اور اللہ کے ہاں سے انہیں رزق دیا جاتا ہے''۔

ان اولیاء اللہ نے تبلیغ دین کی خاطر اپنا مادر وطن چھوڑ کر ہزارہا میل پیدل سفر اور کٹھن منازل طے کیں، بھوک وپیاس کی تکالیف برداشت کیں۔دُور دراز علاقوں میں جہاں توحید کا نام لینے والا کوئی نہ تھا توحید کا پیغام پہنچایا۔ان بندگانِ خدا نے اپنے اخلاق وکردار کی شمشیر سے تغیر قلوب کے شاندار کارنامے سرانجام دیئے۔بلا مبالغہ کروڑوں مسلمانوں کا وجود ان ہی صوفیاء کرام کی کوششوں کی مرہون منت ہے۔

زیرِ طبع کتاب میں صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے دین کے بارے میں کارنامے

اور حق تبلیغ ادا کرنے کا طور طریقہ، اُن کے افعال و کردار، اُن کی اللہ اور رسول ﷺ اور دین سے بے پناہ محبت اور اُن کے حُسن و خلق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ دراصل تذکرہ بندگانِ خدا کرنا یہ خدا کا شیوہ بھی ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب قرآن پاک میں جا بجا اپنے بندوں کے تذکرے فرما کر لوگوں کیلئے سامانِ ہدایت پیدا فرمایا ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ مصنف مذکور نے اہل قلم ہونے کا صحیح حق ہی ادا نہیں کیا بلکہ ہماری نوجوان نسل پر بڑا احسان کیا ہے کہ بزرگانِ سلف کی سوانح حیات لکھ کر نوجوانانِ پاکستان کو جھنجھوڑا ہے کہ بزرگانِ سلف کیا تھے؟ اُن کے افعال و کردار کیا تھے؟ اُنہوں نے کفر و ظلمت کے اندھیروں میں کس طرح شمع ہدایت روشن کی اور انسانیت کے ستون کو کس طرح نورِ معرفت سے منور کیا۔

خدا کرے ہماری نوجوان نسل مصنف مذکور کی سعی جمیلہ سے استفادہ کر کے اپنے آپ کو اغیار کے چنگل سے آزاد کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف کی اس تالیف کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

دعا گو

سید میر شاہ زمان شاہ گیلانی

سجادہ نشین دربار قادریہ گوگڈار شریف

تحصیل حویلی ضلع باغ

۷۸۶

کتاب مستطاب "اولیائے کشمیر" مع تصاویر مزارات شریف

"زلیا گلشن صدق وخیر"
۱۴۳۰ھ

"زیب عظمتِ صدق وفقر"
۲۰۰۹ء

قطعه هائے تاریخ (سال طباعت)

دلِ اُلفت خدا و مصطفیٰ سے — یہ خوبی ہے یہ ہے خاصیتِ فقر
جہاں افروز جو کشمیر میں ہے — تھی کس رُتبے کی وہ جمعیتِ فقر
وہ پگھلے دل جو پتھر کی طرح تھے — مؤثر تھی نہایت قوتِ فقر
زوال انجام فرو فالِ شاہی — مگر دائم ہے شان و شوکتِ فقر
شکوہِ خسروانہ ہو گیا ختم — بدستور آج بھی ہے حشمتِ فقر
ہزاروں رنگ بدلے گردشِ وقت — نہیں ختم ہونے والا صبغتِ فقر
حوادث کی چلیں طوفان صدہا — نہیں ہے جھکنے والا رایتِ فقر
کتاب افتخار احمد سے ظاہر — کمال علم و فقر و سطوتِ فقر
متاعِ علم سے جن کو نوازا — خدا نے جن کو بخشی دولتِ فقر
ہُدیٰ کے کاشمیری گلستاں سے — ہمیں پہنچائی اُس نے نکہتِ فقر
یہ اُس کا قابلِ تحسین ہے کام — یہ اُس کی ہے نمایاں خدمتِ فقر
سراہیں گے اسے دل کھول کر وہ — جو رکھتے ہیں دلوں میں چاہتِ فقر

کہی تاریخ اس کی میں نے طارق
خوشا یہ "زیبِ صدق و عظمتِ فقر"

۲۰۰۹ء

(۴)

افتخار احمد، زہے نسبت ہے جس کی قادری
خوبیوں سے ہے مُزیّن ذات اُس خوش بخت کی

اولیائے حق تعالٰی کا مُحِبّ و مُعتقِد
ہے اُسے اُلفت خدا کے نیک بندوں سے بڑی

فِکر بھی روشن ضمیر و ذہن بھی اُس کے مُنیر
قاریٔ قرآن بھی ہے حافظِ قرآن بھی

کیں رقم اُس نے کتابیں ایک درجن سے سوا
دیر سے پھیلا رہا ہے وہ قلم سے روشنی

مُنفرد ہے اُس کی عرفانی یہ تازہ تر کتاب
یہ ہے رُوداد اولیائے خطّۂ کشمیر کی

اپنے اپنے وقت میں تھے افتخارِ روزگار
صاحبانِ دانش و عرفان و علم و آگہی

جن کے فیضانِ نظر سے ایک عالم مُستفیض
جن کی دُنیا میں کمالِ معرفت کی دھوم تھی

اِک نمونہ عظمتِ اسلام کا جن کی حیات
تھی صداقتِ دین کی جن کی مُبارک زندگی

☆☆☆

اپنی نوعیت کی ہے لاریب یہ پہلی کتاب
ہیں قبورِ اہلِ حق کی جن میں تصویریں گئی
اِس کی تاریخِ طباعت پورے ذوق وشوق سے
''اولیائے خطّۂ کشمیر کی محفل'' کہی

۱ ۴ ۳ ۰ ھ

☆☆☆

نتیجۂ فکر:۔''مُحِبّ اولیائے خدائے حبیب ومستعان''

۱ ۴ ۳ ۰ ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری
حسن ابدال

به مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب تازه و ارزشمند اولیای آزاد کشمیر،

سر زمین کاج و سرو، بلند میر و مرکز مردان و زنان آزاده و باتدبیر

تصنیف منیف حضرت کعبة العشاق و مولوی شناس بزرگ پاکستان

و جهانگرد هنر مند جهان آقای الحاج پرفسور افتخار احمد حافظ

قادری شاذلی قونیوی سلمه الله تعالیٰ

ماده تاریخ های نشر کتاب مستطاب اولیائے آزاد کشمیر

"سلطانِ شیریں سخن"	"مهندسِ شیریں گفتار"	"فروغِ انجمن"
"۱۴۳۰ھ ق"	"۱۴۳۰ھ ق"	"۱۴۳۰ھ ق"
"فخرِ موجودات"	"فضیلت پناه"	"فروغِ انجم"
"۱۳۸۸ھ ش"	"۱۳۸۸ھ ش"	"۱۳۸۸ھ ش"
"خوش لقا خوش نوا با ادب"		"باغِ خوش نما با ادب"
"۲۰۰۹م"		"۲۰۰۹م"

افتخار احمد که باشد نورِ چشمِ اولیا — اولیای جنت کشمیریان او را نوا

افتخار احمد که دارد بیست و هشت آثارِ نیک — کل آثارش همه دارندهٔ افکارِ نیک

اولیای سر زمینِ پاک و آزاد و بصیر — هر کجا نورِ محمد مصطفیٰؐ روشن ضمیر

رهنما و رہگشا این اولیاء حق گزار — حرفِ حق گویند و پویان جلوهٔ پروردگار

افتخار احمد نوشته این کتابِ اولیا — گلشنِ کشمیر آزادان و دشتِ اوصیا

می رود راهِ خدا روز و شبان در معرفت — کعبة العشاق کشمیری شده نیکو صفت

جلوهٔ مهر و محبت در دلش باشد یقین — او بود همواره در راه و طریقِ مسلمین

افتخارِ عاشقان ۔و مؤمنان کلِّ زمین — مصر و ایران و عراق و مغرب از او خوشه چین

سیر و گردش کرده است از مکه و شهرِ رسولؐ — هر کجا رفته کلام و لفظِ اُو گشته قبول

قونیہ شہر جلال الدین محمد دیدہ است   مسجد اموی و شام و سوریہ گردیدہ است
اینک از کشمیر آزاد گفت و گو دارد ہمی   پیر و سید علی و عشق او دارد ہمی
آفریدہ ملکِ کشمیر آن بزرگِ عاشقان   صحبتِ کشمیریان از او شدہ نور جہان
افتخار احمد نوشتہ این کتابِ اولیاء   جملہ از افکارِ پاک اولیا ناز و ادا
روی کشمیر او حضرت میان بخشِ کمال   آن محمد قادری بخش آمدہ صاحب جمال
در خصوصی تذکرہ احوالِ او آوردہ است   گلشنِ کشمیریان اندر سبو پروردہ است
جلوۂ عشق و وفا در حضرتِ میان کمال   روشنی دارد ہمہ درگاہِ او جاہ و جلال
افتخار احمد محبت ہر کجا گستردہ است   رونقِ لطف و کرامت در دلش آوردہ است
آن مظفر گشتۂ آباد از کمالِ اولیاء   چون کہ کشمیر آمدہ آزاد و خوش از اوصیا
آن کہ سرکار و سائین باشد کیلی در وجود   در نماز و روزہ و عشق خدا دارد سجود
از محمد مصطفیٰ گیرد توانایی یقین   تا کہ نعتِ او بہ جان و دل بود عین الیقین
حضرتِ سائین کیلی شد ولی اندر جہان   او بود سرکارِ عشق و مہربانی جاودان
اولیاء شہر زیبای کیان جملہ شریف   نو گلِ عہد و وفا را در طریقِ حق لطیف
حضرت میاں نظام الدین، نظام عالم است   جوہرِ نقدِ محبت در دلش جامِ جم است
ای نظام الدین تویی یاریگرِ ہر عاشقی   محفلِ شعر و سخن را ہر زمان تو مشتاقی
اولیای میر پور جویندۂ آثارِ نیک   در گلستانِ وفا گویندۂ گفتارِ نیک
بوی خوش از شہرِ میر پور می رسد بر آسمان   صوتِ خوش از ماذنہ اللہ اکبر بر زبان
حضرتِ پیری کہ شاہ غازی بود در میر پور   جلوۂ نورِ الٰہی می رسد از راہ دور
پیری شاہ غازی امیرِ کشورِ حسن و جمال   شہرِ میر پور از وجودش رونقِ جاہ و جلال
آفرین بر افتخار احمد امیرِ عاشقان   شد کتابِ او جمال و جلوۂ پیر مغان
صورتِ صدق و صفا از مردم کشمیر کرد   گوییا نقشِ محبت در جہان تصویر کرد
در گہ و دربار پیران با تصاویرِ نجیب   بیشتر از پنجاہ عدد تصویرِ زیبا و عجیب

سال چاپ این کتاب اینک رسیده بر زبان — در حروف ابجد آمد گلبن تاریخ دان

کوششِ مردانِ حق آزادی و شایستگی — حسنِ خلق از اولیاء آید بہ دل نورستگی

راولاکوٹ دارد ندای هل اتی در جان و دل — چون کہ قرآن آمده در مؤمنان نیروئ دل

اولیای سدھنوتی روضہ خوانِ نیلوان — صبح و شام مردمان را چشمۂ آبِ روان

خاکِ پاک سدھنوتی خوش بود چون مشک ناب — گلبن وگلزار آن شاداب وخوش با آب وتاب

حضرت غلام محی الدین غزنوی پیرِ طریق — سیرت وصورت از او باشد رفیق و ہم شفیق

شعر و نثر فارسی از او رسد بر سالکان — کشفِ محجوبِ حقیقت را بود اصلِ بیان

غزنوی ہموارہ می خوان مناجات و دعا — حمد ونعت او را رسد بر قلبِ پاک از التجا

اولیای کوٹلی روشنگرند و پایدار — سایۂ مہر و محبت می کند ہر جا نثار

گردش اندر کوٹلی تازہ کن جانِ مزا — بہرہ ہا گیرد از آن جویندۂ ہر دوسرا

اولیای باغ ہمہ گلدستۂ باغ و بہار — حضرت سائیں علی باشد بہادر پیشِ یار

در طریقِ عشقِ حق ہموارہ کوشان می رود — نعرہ زن یا مصطفیٰ اللہ گویان می رود

جملہ کشمیر و ہمہ باغ و بہارِ زندگی — مردمانِ صنعتگر و دانشور و زیبندگی

پیرِ صبح خان آمده صبحِ الٰہی را شعار — می درخشد آفتاب صبح او در روی یار

دل ہمی خواہد کہ بینم صبح خان آن پیر حق — لطف و مہر او بہ مردم از ہمہ بردہ سبق

جام می بر دستِ او از بارگاہِ عاشقی — عشقِ او دارد نوای نی نواز و شائقی

ای کہ در پونچھ محبت می روی تو صبح و شام — آینہ در دشتِ کشمیری تویی ماہ تمام

ہر کجا ساداتِ گیلانیہ کوشان می شوند — رحمت و لطفِ خدا در دل خروشان می شوند

عاشقِ سادات گیلانیہ اند کشمیریان — خاصہ در پونچھ محبت نامشان وردِ زبان

راولاکوٹ شہرِ رضا و عہد و پیمان و وفا — گوشہ گوشہ اولیا روشنگرِ راہِ خدا

در مزاراتِ مبارک ہر کسی دل بستہ است — پیر و حق و حقیقت با ولی بنشستہ است

یادگارِ افتخار احمد شدند این اولیا — ماندگارِ سرزمین عشق و عرفان و دعا

کوشش این افتخار احمد بود از افتخار
می رسد نصر من الله هر طرف از سوی یار

همدل و همراه من در سیر و گردش در جهان
شعر و نثر فارسی را او بود بلبل زبان

ای خوشا روزی که بینم چهرهٔ این افتخار
بهره با گیرم زعلم و فضلِ او با افتخار

زنده و پاینده باشی هر کجایی افتخار
همچو مه تابنده باشی هر کجایی افتخار

''اولیاء پاک کشمیر آزاد پشت و پناہ''
افتخار احمد شده پیامگر راہِ الہ

''۱۴۳۰ھق''

''اولیای پاک کشمیر آزاد ایمان درست''
سوی حق پرواز شان با عہدہ و پیمان درست

''۱۴۳۰ھق''

''اولیای پاک کشمیر آزاد دانا سخن''
پاک دل، آزادہ خواہ، ہموارہ اندر انجمن

''۱۴۳۰ھق''

''اولیائے پاک کشمیر فارغ البال آزاد''
سال میلادی بود اکنون بہ پاکستان شاد

''۲۰۰۹م''

''اولیائے پاک کشمیر آزاد پیک شریف''
سروِ آزادیٔ بدر تاریخ خورشیدی لطیف

''۱۳۸۸ھش''

''اولیائے پاک کشمیر آزاد شہر معز''
گوہر درج محبت ہر کجا باشان و عز

''۱۳۸۸ھش''

''اولیائے پاک کشمیر آزاد شاعران''
جملہ آزادان ہمہ اندر طریق حق روان

''۱۳۸۸ھش''

این ''رہا'' گوید ثنا و ہم دعای تو یقین
حافظ و یارِ تو باشد یا الۂ العالمین

دکتر محمد حسین تسبیحی (رہا)

تہران، ایران

مصنف کتاب ہٰذا کی دیگر دستیاب کتب اور اُن کا تعارف

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
1	زیاراتِ مقدسہ	248	7	88
2	سفرنامہ ایران و افغانستان	296	28	61
3	سرزمین انبیاء و اولیاء	112	-	212
4	زیاراتِ اولیائے پاکستان	112	-	212
5	سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	256	2	37
6	زیاراتِ شام	112	-	120
7	شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	112	60	61
8	سفرنامہ زیاراتِ مراکش	144	23	38
9	فضیلتِ اہلِ بیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	112	-	-
10	زیاراتِ مصر	224	-	111
11	زیاراتِ مدینہ منورہ	152	24	3
12	زیاراتِ ترکی	112	10	35

12 عدد کتب کے مکمل سیٹ کا ہدیہ -/3000 روپے ہے۔ خصوصی رعایت کے ساتھ مبلغ -/2500 روپے کا منی آرڈر ارسال کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

افتخار احمد حافظ قادری

بغدادی ہاؤس

6-999/A، سٹریٹ نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

فون: 0344-5009536

زیارات مقدسہ

زیارات مقدسہ

بلد الاولیاء

(تصاویر کے آئینے میں)

زیارات شام
افتخار احمد حافظ قادری

سرکار غوث اعظم

شہر رسول
تصویری البم
زیارات مراکش
زیارات مراکش
اولیائے مراکش کا پہلا مفصل تذکرہ
38 عدد رنگین نادر و نایاب تصاویر
خصوصی تذکرہ
صاحب دلائل الخیرات شریف سیدی محمد بن سلیمان الجزولی الشاذلی
زیارات مراکش، فاس، جبل علم، رباط اور کاسابلانکا
تعارف
مجلس دلائل الخیرات شریف، جامع مسجد آرام باغ کراچی
ملک مورو کو MOROCCO میں موجود زیارات مقدسہ کی مکمل تفصیل کیلئے کتاب
زیاراتِ مراکش
کا مطالعہ فرمائیں اوران مقامات کی زیارت کا شرف حاصل کریں

خوشخبری
افتخار احمد حافظ قادری
کے قلم سے
فضیلتِ اہلِ بیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شائع ہوگئی ہے جس میں فضائل اہل بیت کے علاوہ درج ذیل موضوعات کا مفصل تذکرہ شامل ہے
☆ اہلِ بیتِ نبویؐ روئے زمین پر بہترین مخلوق
☆ اہلِ بیتِ نبویؐ پر درود پاک بھیجنے کی فضیلت
☆ اہلِ بیتِ نبویؐ سے محبت اور احسان کا صلہ
☆ اہلِ بیتِ نبویؐ اہل زمین کی سلامتی ہیں
☆ اہلِ بیتِ نبویؐ کا دامن تھامنے میں نجات ہے
☆ اہلِ بیتِ نبویؐ سے بغض اور عداوت رکھنے کا انجام
اہلِ بیتِ کرام کی عزت وشان اور بلند مرتبے کو سمجھنے کیلئے اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں

زیارات مصر
اللهم اغفر لأمة سيدنا محمد
صلى الله عليه وآله وسلم
اللهم اصلح أمة سيدنا محمد
صلى الله عليه وآله وسلم
اللهم تجاوز عن أمة سيدنا محمد
صلى الله عليه وآله وسلم
اللهم اجعلنا من أمة سيدنا محمد
صلى الله عليه وآله وسلم
آمين بجاه سيد المرسلين
صلى الله عليه وآله وسلم
ملکِ مصر میں موجود مقاماتِ مقدسہ کی
آرٹ پیپر کے 64 صفحات پر 111 عدد رنگین نادر و نایاب تصاویر کا خزانہ
خصوصی تذکرہ
بانیٔ سلسلۂ شاذلیہ حضرت سیدنا ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ
زیاراتِ قاہرہ، طنطا، دسوق اور زیاراتِ اسکندریہ
ملکِ مصر میں جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ
اور تعارف سلسلۂ شاذلیہ
زیاراتِ مصر
یہ بابرکت کتاب حاصل کریں اور تصاویر کے ہمراہ ان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کریں

بیرونی منظر مزار مبارک حضرت سائیں سخی سہیلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ
مظفرآباد، آزاد کشمیر
تذکرہ مع تصاویر
اولیائے میرپور / اولیائے مظفرآباد
اولیائے باغ / اولیائے راولاکوٹ
اولیائے پلندری / اولیائے کوٹلی